عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۷ جمادی الاول تا ۴ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸ جولائی ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۲۵

قیمت: ۸ روپے

اسلامی مساوات کے اصول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام خواتین اسلام کے نام

کامیابی کا راستہ

مرزا قادیانی کے پندرہ جھوٹ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

فاسد نماز دہرانے کی نیت وطریقہ؟

س:...... نمازی نے محسوس کیا کہ نماز میں غلطی ہوگئی ہے' اب اگر نماز دہرائی جائے تو نماز دہرانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور اس کی نیت کیا ہوگی؟ جب نماز دوبارہ پڑھے تو کیا نیت میں اس کا ذکر ضروری ہے کہ میں یہ نماز دہرا رہا ہوں؟

ج:...... نماز میں اگر ایسی غلطی ہوجائے جس سے نماز فاسد ہوجائے تب اسے دہرانے کی ضرورت پیش آتی ہے' اور جب پہلی نماز فاسد ہوگئی تو فرض اس کے ذمہ ہوگا' اسی کی نیت کرنی چاہئے' دوبارہ دہرانے کی نیت خود بخود ہوجائے گی۔

نیت کے الفاظ دل کو متوجہ کرنے کے لئے ادا کئے جاتے ہیں؟

س:...... کیا زبان سے نماز کی نیت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

ج:...... زبان سے نماز کی نیت کے الفاظ کہنا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے' اس لئے اصل نیت دل ہی کی ہے' مگر لوگوں پر وساوس وخیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے' جس کی وجہ سے نیت کے وقت دل متوجہ نہیں ہوتا۔ دل کو متوجہ کرنے کے لئے متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کرلینا بہتر ہے' تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دل بھی متوجہ ہوجائے۔

کیا نماز باجماعت میں محض اقتدا وامامت کی نیت کافی ہے؟

مقتدیوں کے؟ اس بارے میں تفصیل بتائیں؟

ج:...... زبان سے کہنے کی ضرورت تو مقتدیوں کو بھی نہیں' صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں اکیلے نماز نہیں پڑھ رہا' امام کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ امام کو بھی یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں اکیلا نماز نہیں پڑھ رہا' بلکہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہوں۔

نیت کی غلطی سجدہ سہو سے درست نہیں ہوتی:

س:...... ظہر' عصر یا مغرب کی نماز باجماعت یا علیحدہ پڑھتے وقت بھولے سے نیت نماز عشاء کی کرلی' رکوع میں جاتے وقت یا سجدے میں اس غلطی کا خیال آیا' تو کیا نیت توڑ کر دوبارہ نئے سرے سے نیت کی جائے گی؟ یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟ مگر ظاہر ہے کہ جماعت کے ساتھ تو سجدہ سہو نہیں کرسکتے' ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ج:...... نیت اصل میں دل کے قصد وارادے کا نام ہے' اور زبان سے محض اس قصد کی ترجمانی کی جاتی ہے' پس اگر دل میں دھیان مثلاً ظہر کی نماز کا تھا' مگر زبان سے عصر یا عشاء کا لفظ نکل گیا' تو نماز صحیح ہے' اور اگر دل میں دھیان ہی نہیں تھا' تو نماز کی نیت باندھ کر نماز نئے سرے سے شروع کردے۔ نیت کی غلطی سجدہ سہو سے درست نہیں ہوگی۔

وتر کی نیت میں وقت عشاء کہنے کی ضرورت نہیں:

س:...... وتر کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟ کیا اس کی نیت میں وقت نماز عشاء کہا جاتا ہے؟

ج:...... وقت عشاء کہنے کی ضرورت نہیں' البتہ یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں آج کے وتر پڑھ رہا ہوں۔

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد:۲۴ شمارہ:۲۵ ۲۷/جمادی الاول تا۳/جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا۷/جولائی ۲۰۰۵ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: رجال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

توہین قرآن کے واقعات میں تسلسل	(اداریہ)	4
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام خواتین اسلام کے نام	(مولانا عبدالکریم پاریکھ)	6
کامیابی کا راستہ	(مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی)	13
اسلامی مساوات کے اصول	(ڈاکٹر عبدالحمید اسمٰعیل انصاری)	18
عریانیت اس دور کا بڑا فتنہ	(ناظمہ عزیزہ مومناتی)	23
مرزا قادیانی کے پندرہ جھوٹ	(مولانا عبدالحکیم نعمانی)	25

کتب خانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

بینک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک حضوری باغ برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توہین قرآن کے واقعات میں تسلسل

امریکا میں توہین قرآن کے واقعات میں تسلسل بڑھتا جارہا ہے۔گوانتاناموبے میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کی توہین کے واقعات پر پوری دنیا میں احتجاج ابھی جاری تھا کہ امریکا میں نارتھ کیرولینا کے شہر فاریسٹ سٹی میں ڈبل ٹاؤن بپتسمہ چرچ کے پادری کریگٹن لارنس کی جانب سے توہین قرآن کا ایک اور واقعہ سامنے آیا۔قرآن پاک کی توہین کے ان اقدامات پر امریکی فوجیوں اور دیگر انتظامیہ کی طرح بپتسمہ چرچ کے پادری نے بھی معافی مانگنے سے انکار کردیا ہے۔اس چرچ کے باہر توہین آمیز بورڈ نصب کئے گئے ہیں' جن میں قرآن پاک کے سے متعلق توہین آمیز جملے تحریر ہیں۔امریکی چرچوں کی ایک تنظیم کے صدر بیلے ہاؤ کیوٹے نے توہین قرآن پر مشتمل بورڈ کے بارے میں کہا ہے کہ اس بورڈ کو دیکھنے اور پڑھنے والوں کو رواداری یا دوسرے لفظوں میں ''وسیع النظر اعتدال پسندی'' کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

پاکستان میں توہین قرآن کے واقعات کے خلاف شدید عوامی ردعمل سامنے آیا تھا اور جلسے جلوسوں کے علاوہ تمام مکاتب فکر نے اس قبیح فعل کی یکساں مذمت کی تھی۔توہین قرآن کے حوالے سے سب سے موثر احتجاج پاکستان میں جاری تھا اور تمام مکاتب فکر سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے۔معلوم ہوتا ہے کہ ان عناصر کو جو ملک میں اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور جنھیں عالمی اسلام دشمن قوتوں کی حمایت حاصل ہے' انہیں یہ احتجاج ورد عمل ایک آنکھ نہ بھایا۔چنانچہ انہوں نے دہشت گردی کو مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے استعمال کیا اور کراچی میں بم دھماکے کے ذریعہ پاکستان میں توہین قرآن کے خلاف جاری احتجاج کو یکسر ختم کردیا۔اس وقت صورتحال یہ ہے ایک آواز بھی ایسی نہیں جو توہین قرآن کی مذمت میں اٹھ رہی ہو' بلکہ صورتحال یکسر تبدیل ہوچکی ہے اور مسلمان اندرونی اختلافات کی طرف متوجہ ہوکر توہین قرآن کے فتنہ سے صرف نظر کر بیٹھے ہیں۔کیا اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ وہ قوتیں جو توہین قرآن کے واقعات میں ملوث ہیں' وہی پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کرواکر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کررہی ہیں؟ کیونکہ اس سے انہیں دوہرا فائدہ ہے' ایک یہ کہ ان کے خلاف احتجاج ٹھنڈا پڑ جائے گا' دوسرا یہ کہ مسلمان باہمی اختلافات کا شکار ہوکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوجائیں گے اور ان قوتوں کو اپنا مکروہ کھیل کھل کھیلنے کا موقع ملے گا۔ان واقعات کو دہشت گردی یا فرقہ واریت کا معمول کا واقعہ گردان کر اس سے صرف نظر کرنا مجرمانہ غفلت ہے۔ان واقعات کو ہرگز معمولی نہ سمجھا جائے' بلکہ یہ مستقبل میں کسی نئے فتنہ کا پتا دے رہے ہیں۔

توہین قرآن کے واقعات پر جہاں دنیا بھر میں بسنے والی مسلم برادری کا ردعمل سامنے آیا' وہاں قادیانی جو ہر اسلام دشمن قوت کے قریبی ساتھی تصور کئے جاتے ہیں' ان کا رویہ بھی کھل کر دنیا کے سامنے آگیا۔قادیانیوں کی جانب سے توہین قرآن پر احتجاج کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا' لیکن الٹا ان کی جانب سے توہین قرآن اور شاتم قرآن کی اندرون خانہ حمایت انتہائی نفرت انگیز عمل ہے۔شاتم قرآن کا ساتھ دے کر قادیانی دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ وہ خود بھی توہین قرآن کی مہم میں اندرون خانہ شریک ہیں۔ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا تخم پیدائش وہی ہے جو امریکی شاتم قرآن کا ہے' یہ دونوں انگریز کے خود کاشتہ پودے ہیں' جو برگ وبار لارہے ہیں' اور ان کی ہر شاخ پر توہین قرآن کے سڑے ہوئے پھل نکل رہے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں توہین قرآن کے خلاف جاری احتجاج کو ختم کرنے کے لئے دہشت گردی کے جو واقعات کروائے گئے' ان کی پشت پر قادیانی لابی بھی کارفرما ہوسکتی ہے۔ان واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات قادیانی سرگرمیوں سے پردہ اٹھانے کا باعث بنیں گی۔

اگر آپ دنیا سے شاتم قرآن کا سدباب چاہتے ہیں تو آپ کو قادیانیت کا سدباب کرنا پڑے گا' کیونکہ قادیانیت اور توہین قرآن لازم وملزوم ہیں۔ قادیانیت کی بنیاد ہی توہین قرآن پر رکھی گئی ہے۔ قادیانی مذہب کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی قرآنی آیات کے ساتھ جس طرح تمسخر کرتا تھا' اسے دیکھنے کے لئے تو اس کی اپنی کتابیں اور اس کی زندگی پر اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی لکھی ہوئی کتاب ''سیرت المہدی'' ہی کافی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ جو خود بھی ایک عرصہ تک قادیانیوں کے درمیان رہے ہیں' وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور سابق قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی جانب سے قرآن کریم کی عملی توہین کے واقعات بیان کیا کرتے تھے' جس سے اندازہ ہوتا ہے توہین قرآن گویا قادیانیوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور صرف یہی نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی توہین' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین' انبیأ کرام علیہم السلام کی توہین' فرشتوں کی توہین' حدیث کی توہین' مکہ و مدینہ اور بیت المقدس کی توہین' صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی توہین اور تمام مسلمانوں کی توہین قادیانیوں کا مذہبی شعار ہے۔ قادیانیوں کے سوا کسی اور مذہب کی بنیاد توہین پر استوار نہیں کی گئی' لیکن قادیانی مذہب از سرتاپا توہین ہی توہین ہے۔

اس موقع پر ہم حکومت پاکستان اور حکومت امریکا دونوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں توہین قرآن اور اس کے مرتکبین کا سدباب کریں اور اس قبیح فعل کے مرتکب افراد کو آئین وقانون کے مطابق سزائے موت دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ممالک قادیانیوں کا بھی سدباب کریں اور ان کی جانب سے اللہ تعالیٰ' قرآن کریم' مقدس شخصیات' مقامات مقدسہ اور مسلمانوں کی توہین کا انسداد کریں اور قادیانیوں کو آئین وقانون کا پابند بناتے ہوئے ہر قسم کی ہرزہ سرائی سے انہیں روکنے کے لئے احکامات جاری کریں اور ان احکامات کے عملی نفاذ کے لئے مثبت اقدامات کریں۔

قادیانی جماعت کو''جماعت احمدیہ'' کہنا یا لکھنا توہین رسالت ہے

بعض اخبارات نے گزشتہ دنوں قادیانی جماعت کے حوالے سے شائع شدہ خبروں میں قادیانی جماعت کو ''جماعت احمدیہ'' لکھا ہے۔ واضح رہے کہ قادیانی جماعت کو ''جماعت احمدیہ'' کہنا یا لکھنا سنگین غلطی ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کو ''احمدی'' کہنا بھی غلط ہے۔ ''احمد'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ہے' جس کا مرزا غلام احمد قادیانی نے ناروا استعمال کرتے ہوئے اس مقدس نام کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے خود کو وہی ''احمد'' قرار دیا جن کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور جو اس وقت مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔ جس طرح کسی غیر مسلم گروہ بالخصوص قادیانیوں کا اس مقدس نام کا ناروا استعمال کرتے ہوئے خود کو ''جماعت احمدیہ'' یا ''احمدی'' کہنا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے' اسی طرح انہیں ''جماعت احمدیہ'' یا ''احمدی'' کہنا بھی توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس سنگین غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ اخبارات وجرائد اور میڈیا آئندہ اس سلسلے میں احتیاط سے کام لے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے سے گریز کرے۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام خواتین اسلام کے نام

مولانا عبدالکریم پاریکھ

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقاً و خیارکم خیارکم لنسائھم."

(رواہ الترمذی)

اس وقت خواتین کی اصلاح اور ان کا اسلام میں مرتبہ اور ایمان والی بہنوں کی جو حیثیت ہے اس حوالے سے چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں' ابھی جو متن پیش کیا گیا یہ ترمذی شریف کی حدیث کا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں:

"ایمان کے اعتبار سے مومنین میں سب سے کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اپنے گھر والوں کے بارے میں اور اس میں بھی بہتر سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اور جس کا برتاؤ اپنی بیوی سے زیادہ بہتر ہو۔" (ترمذی)

یہ حدیث ایمان والی بہنوں کے مرتبہ کو ظاہر کرتی ہے' کچھ جملے ایسے چل پڑے ہیں دنیا میں کہ اسلام میں اور مسلم معاشرے میں خواتین کی کوئی بڑی حیثیت نہیں ہے اور آج کل کا جو جاہلی لٹریچر ہے' اس میں بھی اس طرح کی باتیں سنائی دیتی ہیں' پڑھنے میں بھی آتی ہیں کہ مسلم بہنوں کی مسلم معاشرے میں کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں' ان کے کچھ بھی حقوق نہیں ہیں۔

دو روپے کا صابن:

غالباً ان کا خیال یہ ہو کہ بے پردہ خواتین ہوں' بازاروں میں گھومتی ہوں' ان کی آدھی عریاں تصویر کے بغیر ان کی دو دو آنے کی ماچس بھی نہ بکتی ہو یا دو روپے کا صابن ان کا اس وقت تک نہیں بک سکتا جب تک کہ وہ خواتین کو ایڈورٹائزمنٹ کے اندر برہنہ نہ بنائیں' ناچ رنگ کی محفلوں میں عورتوں کو کھلے عام لے جائیں اور معاشرے میں مرد و زن کا ایسا اختلاط ہو اور ایسا میل جول ہو جیسا مغربی معاشرے نے دنیا کے سامنے ایک نمونہ رکھا کہ عذاب کی شکل اختیار کر گیا' اس کو پڑھے لکھے لوگ خواتین کی آزادی کہتے ہیں اور خواتین کا مرتبہ کہتے ہیں' اس کے مقابلہ میں سلام ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خواتین کو ان کا اصل مقام اور صحیح مرتبہ عطا فرمایا۔

سماجی ڈھانچہ میں عورت کا مقام:

آج کی مجلس میں ہم چند احادیث آپ کے سامنے پیش کریں گے' اس سے پہلے تمہیدی طور پر کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہیں گے۔ قرآن مجید کا جہاں تک تعلق ہے اور صاحب قرآن داعی الی اللہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی بنیاد کا اس ڈھانچے کا تعلق ہے' عورت کی جو کارکردگی ہے وہ اپنی خاکہ کے حدود ڈھانچے کے اندر ہے' عورت کوئی باہر کی چیز نہیں' اگر باہر کی چیز ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک عورت کو حدیث شریف میں نصف ایمان نہیں فرماتے' دنیا کی آبادیوں کو کھنگال ڈالئے' آپ کو عورت کی وہ حیثیت کہیں نہیں ملے گی جو کاشانہ نبوت میں ان کو ملی تھی' کوئی کہتا ہے پاؤں کی جوتی ہے' جب چاہا لے آئے بازار سے اور جب چاہا اسے پاؤں سے اتار دیا۔

اسلام سے پہلے عورت کی درگت:

بعض مذاہب کے لوگوں نے کہا کہ وہ دینی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتی' خدا کا کلام اس کے منہ سے ادا نہیں ہو سکتا' مذہبی علوم کو وہ حاصل نہ کر سکے گی' وہ لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھ سکتی' اس کے مرتبہ کے مناسب یہ چیز نہیں ہے' عورت کو دنیا کے جاہلی معاشرے کے اندر اس کو بالکل انجان رکھا گیا' اسے معلوم ہی نہ ہونے دیا کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی اہمیت کیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو بازاروں میں بھیڑ بکریوں کی طرح عورتیں بکا کرتی تھیں' جس طرح کہ آج کے زمانے میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کی منڈیوں کے اندر بولی لگائی جاتی ہے' ان کا نیلام ہوا کرتا ہے' اسی طرح کے عورتوں اور لونڈیوں کے بازار لگتے تھے' کچھ تو ہوس پوری کرنے کے لئے بادشاہ اور جاگیردار لوگ خریدتے تھے' بعض کو قزاق اور ڈاکو پکڑ لے آتے تھے' بعض لوگ کمیشن ایجنٹ بھی تھے۔ جناب محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا جو زمانہ تھا اس دور میں ہزاروں گھروں کے اندر بکاؤ عورتیں موجود تھیں اور ان کی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی تھی۔

آدھا ایمان:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد دنیا میں انسانوں کے سامنے یہ بات کھولی گئی کہ جو نیک عورت ہے وہ مومن مرد کا آدھا ایمان ہے اور عورت کی کئی حیثیتیں واضح کی گئیں۔ فرمایا کہ انبیاء کی جو ماں ہو سکتی ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں وہ ناپاک کیسے ہو سکتی ہے؟ اور وہ غیر اہم کیوں ہو سکتی ہے؟ چنانچہ قرآن مجید ہی کو اگر دیکھا جائے تو سورۃ آل عمران، سورۃ نساء، سورۃ مریم، سورۃ تحریم، سورۃ مجادلہ، سورۃ نور، سورۃ احزاب اتنی سورتیں تو آپ کے اس خادم کو یاد ہیں کہ ان میں خواتین کے مسائل کے پر کھل کر اظہار خیال فرمایا گیا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے عورت کی اہمیت کو اپنی وضاحت کے ساتھ قائم کر دیا کہ زندگی میں بھی اور مدنی زندگی کے اندر تو اس کے حقوق کو قانون کے شکنجے کے اندر ایسا جکڑ دیا کہ رہتی دنیا تک کوئی شخص اس کے حق کے اوپر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا۔

آزادی کا پروانہ:

پہلی بات تو یہ کی گئی کہ عورتوں کا بیچنا خریدنا ممنوع قرار دیا گیا۔ جو بیچی خریدی جا چکی تھیں ان کی آزادی کے پروانے جاری کئے گئے۔ بعض گناہوں کے کفارے کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ لونڈی اور غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ نتیجہ کے طور پر دھیرے دھیرے اس معاشرے میں عورتوں کی غلامی کے مسئلہ کو ختم کر دیا گیا اور الحمدللہ! ثم الحمدللہ! دنیائے انسانیت کے اندر خواتین کے اوپر سب سے بڑا احسان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ان کو آزادی بخشی۔

جنت کی ضمانت 'شہادت:

فرمایا کہ اگر وہ بیٹی ہے تو اس کی پرورش کرنے والے کے لئے میں جنت کی ضمانت لیتا ہوں' یہ بڑے مرتبہ کی بات ہے۔ فرمایا کہ وہ اگر کسی کی بیوی ہے تو میں اہل ایمان کے لئے' اہل ایمان معاشرے کے لئے اس مومن مرد کو جس کی بیوی ہے اس کا میں آدھا ایمان قرار دیتا ہوں' دوسرے معنی میں اس کا ترجمہ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اگر کسی مومن کے پاس نیک بیوی نہیں ہے تو اس کے ایمان میں گویا قدرے کمی رہ جائے گی' تیسری بات یہ فرمائی کہ وہ اگر کسی کی بہن ہے تو پورے سماج پر اس کا حق ہے' سماج اور سوسائٹی اس کی حفاظت کرے' اس کی نگہداشت کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے سینہ سپر رہے' اگر وہ کسی کی ماں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قدموں تلے جنت کی شہادت دی' دنیائے انسانیت کے اندر عورت کا کیا تنا بڑا مقام ہے کہ دوسری تہذیب والے غیر اہل کتاب لوگ بھی بھی اس کے مقابلے میں کوئی دلیل یا کوئی مرتبہ عورت کے لئے پیش ہی نہیں کر سکتے۔

عورت کو صاحب مال بنانے کی فطری اسکیم:

اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے جبری نکاح کو ممنوع قرار دیا' عورت سے پوچھے بغیر اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جا سکتا' اس طریقے سے مہر کا ایک ایسا انتظام قائم کیا جو اس کا گویا سوشل انشورنس ہے اور وہ خود اس کی مالک ہے' اس کے شوہر کو بھی اس بات کا حق حاصل نہیں کہ ادا کئے ہوئے مہر کو واپس لے لے یا چھین لے۔

چوتھا حق وراثت:

چوتھی اہم بات یہ ہے کہ شوہر کے ترکہ میں اس کو حصہ دار قرار دیا' اس کو وارث قرار دیا' ماں باپ کے ترکہ کے اندر اس کو وارث قرار دیا' اسی طرح اس کے پیٹ سے جو اولاد پیدا ہو گی اس کے ترکہ میں بھی اس کو وارث قرار دیا' اس طرح معاشی اعتبار سے اس کی چوکھی چوکھی فرمائی اور سماج کے اندر اس کو یہ حیثیت اور مقام عطا فرمایا کہ وہ صاحب مال بن جائے اور صاحب نصاب بن جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی' اب ایک عورت گھر میں بیٹھی کچھ نہیں کر رہی اور اس کے مال سے چالیسواں حصہ ہر سال نکل جائے گا تو پینتالیس پچاس برس کے بعد اس کا مال ہی ختم ہو جائے گا' سلام ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ عورتوں کو اس بات کی گارنٹی دی' ترغیب دی اور ان کی طبیعت میں اس بات کا تقاضا جاری کیا کہ وہ کاروباری زندگی کے اندر اپنا پیسہ لگائیں' چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا اور بعض خواتین نے یہ پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ تو آپ کو بھی راستہ بتا دیا گیا کہ خدا نے رزق کے کئی دروازے کھولے ہیں' چنانچہ مدنی زندگی کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ صحابیات رضی اللہ عنہن خواتین اپنے پیسے اور اپنی رقمیں ان قافلے والوں کو دیتی تھیں جو مال لے کر کوئی مصر جا کر بیچتا تھا' کوئی کوفہ جاتا' کوئی بغداد جاتا تھا' اس زمانہ میں ٹرینیں نہیں تھیں اور ٹرانسپورٹ کے وسائل بھی نہیں تھے' پیدل قافلے زیادہ چلا کرتے تھے اور گاؤں گاؤں' قریہ قریہ وہ سامان بیچا کرتے تھے' کوئی خاتون کہتی کہ میری دس ہزار دینار کا تھی ہماری طرف سے لے جایا جائے اور وہ بیچ کر مصر سے رسی لائی جائے' یہاں سے کھجوریں لے جائی جائیں اور وہاں سے فلاں چیز لائی جائے اور قافلے والے اپنا کمیشن اس میں سے لے لیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ:

حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نبوت سے پہلے جن خاتون کا کاروبار ذمہ لیا تھا' حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' یہی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں پیش کیا اور سب سے پہلا نکاح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس زمین پر حضرت خدیجہؓ سے ہوا' یہی خدیجۃ الکبریٰ ہیں جن کا مال واسباب لے کر آپؐ باہر جاتے تھے اور اسے بیچ کر آتے تھے اور اس میں جو آپؐ کا حق الخدمت تھا اسے وصول کر لیا کرتے تھے اور اس طرح اس کا نفع ان خاتون کو مل جایا کرتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ نمونہ اس بات کی شہادت اور اجازت دیتا ہے کہ عورت پردہ کے اندر رہ کر بھی اور حجاب کے اندر سے بھی اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرتے ہوئے چاہے تو اپنی رقم کا جائز تجارتی استعمال کر سکتی ہے۔

عبادت میں عورت کا مقام:

اس کے بعد قرآن شریف کے حفظ میں' فن حدیث میں اور دیگر علوم وغیرہ پڑھانے میں چھوٹ دی گئی۔ لیکن اب چونکہ اسلام کبوتر بازی کی نذر ہو گیا' پتنگ بازی کی نذر ہو گیا' بادشاہوں کی نذر ہو گیا' آپس کے جھگڑوں کے اندر پڑ گیا' اس کی اصل روح جو ہے وہ غیر ضروری مسائل کی بحث کے اندر چل کر کے رکھ دی گئی' معلوم نہیں ہوتا کہ حقائق کیا ہیں؟ اور ان کی روشنی کیا ہو سکتی ہے؟ اس لئے بہت سے لوگوں کو کہنا پڑتا ہے کہ بھئی خواتین کے یہ حقوق ہیں اور خواتین کے وہ حقوق ہیں۔

خواتین اسلام کی داعی بنیں:

آج بس اتنی ہی تمہید اگر سامنے رکھی جائے کہ خواتین کو اسلام نے ایسے حقوق عطا کئے جن کی تشریح کرنے کے لئے دفتر کے دفتر مطلوب ہیں اور کئی گھنٹوں کی تقاریر چاہئیں اور کئی مہینوں تک اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے' ہمارے دوستوں نے بہت اچھا فیصلہ کیا کہ خواتین میں ٹیپ کے ذریعہ تقریریں سنانے کا انتظام کیا جائے' پردے کا انتظام کرتے ہوئے اور خواتین تک اسلام کی دعوت میں ان کا جو مرتبہ ہے' جو مقام ہے' ان کی جو اہمیت ہے' ان کے جو حقوق ہیں' ان کو اجاگر کیا جائے کہ خدا کے دین کی وہ بلیغ داعیہ بن کر کھڑی ہوں جیسے دور اول کے اندر خواتین اسلام کھڑی ہوئی تھیں۔

دور اول کی خواتین کی قربانیاں:

ایک بات میں اور عرض کرتا چلوں کہ سپہ سالاری اور فن حرب میں اور جنگی قیدیوں کی مرہم پٹی کے اندر حتیٰ کہ جنگی قیدیوں کو گرفتار کرنے کے اندر بھی خواتین اسلام نے دور اول کے اندر حصہ لیا ہے' مصائب ومشکلات میں' تنگیوں کو جھیلنے میں' اپنے شوہروں کی قربانی دینے میں حتیٰ کہ اپنے جوان جہان بیٹوں کو جہاد کے اندر شہید کرانے کے معاملے میں بھی انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں دے کر اہمیت حاصل کی اور ہزارہا خواتین ایسی ہیں جو دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب پا چکی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا' عام مومنین اور مومنات کے اوپر ان کو بڑی فضیلت اور اہمیت حاصل ہے۔

مسلم خواتین کا نور حشر کے میدان:

اسی طرح حشر کے میدان میں جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہوں گے ان میں عورتیں بھی ہوں گی۔

قرآن شریف میں فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے امتی مردوں اور امتی عورتوں کو جب تم دیکھو گے تو ان کے چہرے کے اوپر ایمان کا نور حشر کے میدان میں روشنی دے رہا ہو گا اور اس روشنی کے اندر اپنے سفر کو وہ طے کر رہے ہوں گے اور ایسی سدا بہار جنتوں کے اندر انہیں داخلہ ملے گا' جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔" (سورۃ حدید)

اس وقت جو حدیث شریف پیش نظر ہے' اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے اعتبار سے کامل اور حسین ترین ایمان کا مستحق اس شخص کو قرار دیا کہ جس کا اپنے گھر والوں کے ساتھ اخلاق اچھا ہو۔

گھر والیوں کو سلام:

دنیا کی کون سی تہذیب یہ کہتی ہے کہ:

"جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو کہ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔" (سورۃ نور)

کیا اس کا نمونہ دنیا میں کہیں اور ملتا ہے؟ کہیں آپ کو یہ بھی ملے گا کہ خود اپنے گھر میں آدمی جب داخل ہو تو خبر کر دے؟ اشارہ کر دے کہ کوئی آ رہا ہے؟ اور سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہو تا کہ گھر کی بہو' بیٹیاں جو ہیں وہ سنبھل جائیں' بلکہ دوپٹے اوپر نیچے ہوں تو سنور جائیں' پردہ کا خیال رکھیں' کوئی کس حال میں ہے' کنگھی چوٹی کر رہی ہو تو وہ درست ہو جائے؟ کیا ایسے احکامات قرآن وحدیث کے سوا کسی اور مذہبی کتاب میں آپ کو مل سکتے ہیں؟

نکتہ چیں خود اپنے جال میں:

نکتہ چیں معاشرہ کو اور ان لوگوں کو کیا حق ہے کہنے کا جن کے پاس کوئی دین نہیں؟ کوئی شریعت نہیں' ہمیں اس بات کے کہنے کا حق ہے کہ لاکھوں لاکھ حدیث شریف کی روایات ہم کو خواتین اسلام کے ذریعے ملیں' جو حیض کے بارے میں ہیں' طہارت کے

بارے میں ہیں، غسل کے بارے میں، زچگی سے متعلق اور زوجین کے تعلقات کے بارے میں ہیں، اگر خواتین اسلام ان روایات میں حصہ نہیں لیتیں اور فقہ کے معاملات میں ادراک نہیں رکھتیں تو ہم نسوانی مسائل کے نبوی ذخیرہ سے محروم ہی رہتے۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لے کر کریمہ نام کی وہ خاتون جن کی روایتوں کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں درج کیا، خواتین کا ایک زبردست سلسلہ ہے جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد کو پہنچتا ہے، مقصود یہ ہے کہ اچھا مومن اس کو کہا گیا جس کا اپنی گھر والی کے ساتھ بہتر سلوک ہو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا جو ہے وہ سامان زندگی کا نام ہے جو چند روز رہے گا پھر آدمی کے ہاتھ سے نکل جائے گا، لیکن اس میں اس متاع زندگی میں اسے برتنے کے سامان میں بہتر سے بہتر کوئی سامان ہوسکتا ہے تو وہ آدمی کی نیک بیوی ہے، یہ کتنا بڑا مرتبہ ہے نیک مسلم خاتون کا؟؟

ایک حدیث میں ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے بعد مومن کے لئے سب سے بہتر اگر کوئی چیز یا سامان ہوسکتا ہے، آخرت کا تو اس کی نیک بیوی ہے، پھر نیک کی خصلتیں بھی بتائیں کہ جب خاوند اس کو حکم کرے تو وہ اس کے حکم کو بجا لائے اور خاوند اس کی طرف دیکھے تو خوش ہوجائے۔

گھر، گھر والیوں سے ہے:

اس میں بھی ایک جمال ہے، سیرت نبوی کا کہ خواتین اسلام اپنی گھریلو زندگی کو صاف ستھرا اور پاک رکھیں، یہ نہ ہو کہ گھر میں سر جھاڑ منہ پہاڑ بنی بیٹھی ہوئی ہوں، شوہر گھر میں آئے اور دنیا بھر کی گندگی گھر میں پڑی ہوئی ہے تو اس کا جی نہ لگے، ایسا گھر نہیں ہونا چاہئے، گھر، گھر والیوں سے بستا ہے، گھر والیوں کو ایسا طرز زندگی اختیار کرنا چاہئے جو طہارت کا اور پاکیزگی کے ماحول والا ہو، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیویوں کا ماحول تھا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ماحول تھا، تو فرمایا کہ عورت کی بہتری اس میں ہے کہ جب شوہر اس کو حکم دے تو اس کی تعمیل کرے، اطاعت کرے، شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو خوش ہوجائے۔

خواتین کے درجہ کو گھٹانے والے اعمال:

یہ عورت کی کمزوری ہے کہ منہ پھلائے بیٹھی ہو، ہر وقت چڑچڑی ہو، نار کوٹ کرتی ہو، کہیں نند سے جھگڑا ہے، کہیں ساس سے تکرار جاری ہے، روز پڑوسیوں سے نوک جھونک لگائے ہوئے ہو، ایسی بیوی کو اسلام میں کوئی اچھا مقام یا اچھے مقام والی عورت نہیں کہا گیا، خواتین اسلام کو بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں، جو اپنی گھر گرہستی کی زندگی کو خوبصورت سے خوبصورت اور اچھے سے اچھی بنائے۔

سگھڑ عورت شوہر کیلئے رحمت کا باعث:

ایک اور صفت بتائی کہ شوہر اس کے بارے میں کوئی ذہن کرلے، کوئی قسم کھالے اور کوئی بات کہہ دے تو وہ اس کو پوری کرکے بتائے، مثلاً گھر کی خاتون ایسی سگھڑ ہے کہ چار مہمان کے بدلے دس مہمان بھی اگر گھر میں آگئے تو وہ گھبراتی نہیں، نہ وہ شوہر کو پریشان کرے گی بلکہ وہ کہے گی کہ کچھ تھوڑا سا جو پہلے کا بچا ہوگا اس کو بڑھالوں گی، کچھ روٹیاں بنالوں گی، کچھ انڈے وغیرہ تل لوں گی، کچھ اچار چٹنی، دال رکھ دوں گی، کچھ پوریاں بنالے گی، تھوڑا بازار سے بھی منگوالے گی، آج کے زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ شوہر بیوی صاحبہ سے پوچھے کہ بھئی انتظام کتنے آدمیوں کا ہے؟ تو کہا کہ چار آدمیوں کا، اگر شوہر کہے کہ بھئی چار کے بجائے اچانک پانچ، سات آدمی اور آگئے ہیں، تمہیں انتظام کرنا پڑے گا، اب چونکہ اس شوہر کو بیوی پر اعتماد اور اس کی صلاحیتوں پر اطمینان ہے اس لئے سلیقہ مند بیوی بھی خوش اسلوبی سے معاملہ کو سنبھال لے گی۔

سلیقہ مند بیوی:

مجھے تو ملک کے مختلف حصوں میں جانا پڑتا ہے، کئی جگہ کھانے پر جانا پڑتا ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ گھر کے اندر جو گھر والی ہے وہ نماز پڑھنے والی ہے، تہجد گزار بھی ہے، قرآن مجید پڑھنے پڑھانے والی بھی ہے اور سلیقہ مند بھی ہے کہ ہر چیز سلیقہ سے رکھی ہوئی ہے، گھر کے اندر گودڑیاں پھٹی ہوئی ہیں یا کوئی ساز و سامان ٹوٹا پھوٹا ہے، اس کے اوپر ایسی خوبصورت چادر ڈال دی کہ اندر کیا رکھا ہے پتہ ہی نہ چلے، بعض علاقوں میں ہم نے دیکھا کہ پلنگ کے پیچھے یا کھٹیا کے نیچے سارا سامان دھر دیا، اس پر چادر ایسی تان دی کہ ذرا بھی کوئی چیز اس کے اندر سے عیب کی دکھائی نہیں دیتی، برتن دیکھتے ہیں تو کہیں جھوٹے نظر نہیں آتے، مکھیاں کہیں بھنبھناتی نظر نہیں آتیں اور کھانے کی ہر چیز جب کھائی جاتی ہے تو مومن کے دل کے اندر ایک طرح کا سرور پیدا ہوتا ہے۔

مومنہ کے ہاتھوں سے بنا کھانا اور اس کی تاثیر:

مثلاً ایمان والی عورتوں کی بنائی ہوئی روٹی اگر کھانے میں آئے گی تو طاعت میں زیادتی آئے گی، آج کے زمانے میں ہوٹل کے کھانے اور ادھر ادھر کے کھانے جو کھائے جاتے ہیں، اس سے اطاعت میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ میں تو کبھی کبھی یہ بھی کہا کرتا ہوں کہ سوچنے والا دماغ اللہ نے دیا ہے، کبھی ایسی بات بھی ذہن میں آتی ہے اور ہمارے شیخ نے اس کو

بہت پسند کیا کہ یہ بھی بات تو ٹھیک ہے' بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی کو ایمان کے اندر اگر قریب لانا ہو تو اس کا مان پان کیا جاتا ہے' کبھی دعوتیں کرتے ہیں' کبھی گفتگو کرتے ہیں' کبھی قرآن شریف سناتے ہیں' کبھی آخرت کا خوف دلاتے ہیں' کبھی مذہب کی صحیح اسپرٹ اس کے سامنے رکھتے ہیں' کبھی توحید کے بارے میں دعوت پیش کرتے ہیں' کبھی اس کو کھانا وغیرہ بھی کھلا دیتے ہیں' میں نے یعنی آپ کے اس خادم نے عرض کیا کہ کسی مومن تہجد گزار عورت کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا اس کو کھلایا جائے' کہنے لگے اس سے کیا ہوگا؟ ہم نے کہا کہ اس کے اندر جو کفر اور شرک بھرا ہوا ہے' اس سے اس ایمان والی کی بنائی ہوئی روٹی کا ٹکراؤ ہوگا اور اس کشمکش میں شاید کوئی صورت ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی طرف اس کو جھکا دے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ غذا جو ہے وہ جزو بدن بنتی ہے اور جزو بدن جو چیز بنے' اس میں ایمان کی روشنی ہو' حلال کی چیز ہو تو اس کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ پڑے گا اور ہم نے الحمدللہ بار بار تجربہ کیا ہے اور کسی کو دیکھنا ہو تو تجربہ کرکے دیکھ لے۔

اچھی بیوی سکھ دکھ کی ساتھی:

فرمایا: اچھی بیوی کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ مرد اس کے اوپر بھروسہ کرلے تو اس کو صحیح پائے' مشکلات کے اندر آدمی گھر گیا' کاروبار ہمیشہ اچھا نہیں رہتا' کبھی قرض میں بھی آجاتا ہے' کبھی پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے' کبھی ایسی سخت آزمائش میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ کوئی کل اس کی ٹھیک نہیں بیٹھتی' گھر والی اگر مضبوط ہے تو کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہے گی کہ سرتاج گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے' سب ٹھیک ہوجائے گا انشاء اللہ' روکھی سوکھی کھا کر اپنا اور بچوں کا پیٹ پال لوں گی اور گھر بھی چلالوں گی اور خود بھی تھوڑا بہت سینے پرونے کا کام کرلوں گی اور دیگر اخراجات کو بھی میں کم کرلوں گی آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں اور ایسی ہمت دلائے گی کہ آدمی ہمت اس کو گھر کے اندر ہی آجائے اور جب باہر کا کام کرنے کے لئے جائے گا تو اس کی طاقت اور قوت مدافعت میں بھی اضافہ ہوجائے گا۔

نیک عورت مرد کا سہارا:

اچھی عورت وہ ہے جو ماں کی ممتا بھی دے سکتی ہے' بہن کا پیار بھی دے سکتی ہے' بیٹی کی ادا بھی دے سکتی ہے اور بیوی تو ہے ہی' اس کو کیا دیکھنا ہے کہ اس کی ساری چیزیں شوہر کے لئے ایک طرح کی دلچسپی کا سامان ہیں' تو بتانا یہ مقصود ہے کہ مرد اگر اپنی بیوی کے بارے میں کوئی زعم کرے' کوئی بھروسہ باندھے کہ نہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں' گھر والی جو ہے وہ مضبوط ہے اور ان حالات سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم نکل جائیں گے تو اس کو بھی صحیح پائے۔ "وان غاب عنها نصحته فی نفسها وماله" "اور جب عورت سے جدا ہوکر مرد سفر پر جائے تو بیوی اس کی غیر حاضری میں اپنی ناموس کی حفاظت کرے کہ اس کے شوہر کی عزت بھی اسی میں ہے اور اس کے مال کی بھی حفاظت کرے۔

خاوند دیکھی عورت:

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الایم احق بنفسها من ولیها' والبکر تستاذن فی نفسها واذنها صماتها۔" (مسلم' ابوداؤد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاوند دیکھی عورت کو تو حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرے تو اسے کسی سے پوچھ گچھ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت نہیں۔

ایم کہتے ہیں خاوند دیکھی عورت کو' ہمارے یہاں ایک لفظ ہے بیوہ اور دوسرا لفظ دوھوا ہے جو ہندی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا کمال ہے' اس لفظ کے اندر کہ ایم فرمایا' یعنی وہ عورت جو شوہر کو دیکھ چکی ہو' چاہے طلاق شدہ ہو' چاہے بیوہ ہوگئی ہو' خاوند مر چکا ہو' تو ظاہر بات ہے کہ ایسی عورت جو ہے وہ بالکل باکرہ کی طرح ناسمجھ نہیں ہوسکتی۔ چودہ' سترہ اور اٹھارہ برس کی لڑکی کی طرح نہیں ہوسکتی' کچھ تو سوجھ بوجھ آگئی ہوگی اس میں' فرمایا کہ ایم کو اس کے ولی کے مقابلہ میں' باپ کے مقابلہ میں' یا خاندان کے کسی سرپرست کے مقابلہ میں زیادہ حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سوچ سمجھ کر نکاح کرے لیکن جو باکرہ لڑکی ہو اس سے بھی اس کی رضامندی یا اجازت لی جائے گی' زبردستی نکاح نہیں کیا جائے' اس سے بھی منظوری لی جائے گی' حتیٰ کہ اس کی اجازت بشکل خاموشی ہی کیوں نہ ہو' تو خاموشی کو بھی اجازت تسلیم کرلیا جائے گا' بعض لڑکیاں شرماتی ہیں' کیا آپ دیکھتے نہیں؟

خطبہ نکاح' ایجاب وقبول اور مہر:

نکاح کے اندر جو بتانے کی چیز تھی وہ ایجاب و قبول تھی' جو چیز بتانے کی تھی وہ خطبہ نکاح تھا' جو چیز بتانے کی تھی وہ ہے مہر' ان سب چیزوں کو چھوڑ کر آپ نے ڈھول ڈھکا بتانا شروع کیا' جہیز کی آرائش بتانا شروع کی' جوڑے جلوے اور گھوڑا باجا' ناچ اور سہرے اور تماشے یہ سب بتانا شروع کیا' یہ کوئی اسلامی شریعت نہیں؟

شرم آنی چاہئے لوگوں کو چیز وہ بتانی چاہئے جو اسلام کی نمائندگی کرے اب آپ دیکھئے کہ دیکھنے کی

اصل چیز جو ہوتی ہے نکاح کی محفل میں اجمال ہوتی ہے اور قاضی صاحب جو لکھا پڑھی کرتے ہیں اس میں ایک وکیل ہے اور دو گواہ ہیں مجمع کے سامنے ساری چیز ہو رہی ہے پہلے کس سے رضامندی لی جاتی ہے؟ پہلے لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور لڑکی سے جب اجازت ملتی ہے اس کے بعد نکاح کی تجویز لڑکی اپنے وکیل کے ذریعہ پیش کرتی ہے یعنی اسلام کے اندر ساری دنیا کے مقابلہ میں ترتیب دوسری ہے آفر عورت خود کرتی ہے اپنے نکاح کی اور آدمی اس کو قبول کرتا ہے آدمی آفر نہیں کرسکتا پہلے وہ کہے گی ادھر سے ہاں ہوگا تب جا کر گواہ قاضی اور معاشرے کے سامنے لڑکے سے پوچھیں گے۔

خطبہ نکاح میں کھسر پھسر:

اس میں بھی میری ایک رائے ہے کہ یہ جو کھسر پھسر کرتے ہیں کہ کچھ سنائی نہیں آتا اس سے بہتر یہ ہے کہ اچھا لاؤڈ اسپیکر لگایا جائے گانے میں تو ایسا اسپیکر لگاتے ہیں کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی قوالی میں تو ایسا کریں گے کہ آدمی بہرہ ہو جائے اور خطبہ نکاح اور ایجاب وقبول کا موقع ہو تو کانا پھوسی کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ایسے مواقع دیئے ہیں تو اس کے ذریعے بتایا جانا چاہئے بلکہ میں تو مقرر سے بھی کہتا ہوں کہ ایجاب وقبول کی تفصیل بتائیں نکاح کا خطبہ بتائیں بس اس کے سوا نکاح میں کوئی چیز ہماری نہیں ہے باقی سب مشرکین کا لایا ہوا ہے ادھار کی چیز ہے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ساڑھے چار اصول:

ایک آئٹم ہے ولیمہ کا ساڑھے چار اصول میں اس کو کہتا ہوں کیونکہ چار اصول ایجاب وقبول مہر اور خطبہ نکاح ہو گئے ولیمہ کا جو اصول ہے اس کو آدھا اس لئے کہا گیا کیونکہ ولیمہ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہے تو اچھا کھانا کھلاوے سبحان اللہ اور نہ چند دوستوں کو بلا کر منہ میٹھا کرا دیا اپنا بھی اور دوسروں کا بھی ہو گیا ولیمہ یہ بھی تو دعوتی کا کھانا ہے خوشی کے موقع پر اس لئے اس میں بڑے پاپڑ بیلنے کی ضرورت نہیں اور لمبا چوڑا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین نکاح وہ ہے جس کے اندر تھکان کم سے کم ہو خرچائی کم سے کم ہو۔

نکاح میں غیر اسلامی طریقے:

آج کل اپنے یہاں بہترین نکاح وہ ہے کہ تھکان تو کیا مکان بھی بک جائے اور حیران و پریشان ہو جائے مارے ڈر کے جان نکل جائے معلوم نہیں کیا ہو جائے؟ کس کا مزاج بگڑ جائے؟ باراتیوں میں سے کس کس کی مزاج پرسی کرے؟ بے چارے کو کچھ نہیں آتا؟ چودہ سترہ اور اٹھارہ برس تک جس بچی کی پرورش کی اور ایک غیر کے حوالے عام مجمع میں وہ سنت کے طریقہ پر کر رہا ہے اور اس کو ڈر پڑا ہوا ہے کہ میری بیٹی کے جہیز میں کوئی چیز کم ہوگئی تو عمر بھر اس کو طعنے سننے پڑیں گے یہ اسلام نہیں ہے یہ غیر اسلامی ہے۔

ماچس لگادو:

میں کہتا ہوں سر عام ماچس لگا دو ایسی رسموں کو کہ جن میں مسلمانوں کی بیٹیوں کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور مسلم خواتین کے اندر ایسے جذبات پیدا ہوتے ہوں کہ معاشرے کے اندر ان کی اہمیت اور وقعت نہیں کیونکہ معاشرے کے اندر ان کی بڑی اہمیت اور قیمت ہے کہ اگر خدانہ کرے وہ بیوہ ہوگئی ہو یا مطلقہ تو وہ خود ہی انتظام کر سکتی ہے اپنی پسند کا لیکن اگر وہ باکرہ ہے اور ماں باپ نے انتظام کیا ہے رشتہ کا تو اس رشتہ کے اندر ہاں یا ناں کہنے کا اول حق لڑکی کو دیا گیا ہے اگر وہ اپنے حق کو استعمال کر کے ناں کہہ دے تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو اس کا نکاح جبراً کرا دے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کہیں پھیرے دلوا دیئے کہیں پیشانی پر کوئی چیز لگا دی یا کہیں کوئی گٹھان باندھ دی اس کے مقابلے میں دستاویزی چیز یا کوئی تاریخی مسودہ جو صدیوں تک کام آئے یہ وہ چیز ہے کہ جس کے اندر اندراج ہو گیا کہ فلاں فلاں گواہ اور فلاں قاضی اور فلاں وکیل کی موجودگی میں فلاں دن فلاں وقت تاریخ اور اتنے مہر پر نکاح ہوا۔

حضرت عالمگیرؒ کا ایک اہم فیصلہ:

بہت اچھا ہوا کہ حضرت عالمگیرؒ کے زمانے میں ہندوستانی علماء نے یہ متفقہ فیصلہ کیا اس وقت سے نکاح کے رجسٹر رکھے جانے لگے کہ خدانہ کرے کہ کوئی متنازعہ فیہ کیس آ گیا تو فوراً معلوم ہو جائے کہ نکاح کب ہوا تھا؟ اور کیا صورت حال پیدا ہوئی تھی؟ لہٰذا ان حالات کے پیش نظر اور زمانے کی ترقی کے لحاظ سے رجسٹر وغیرہ بھی رکھے گئے تب بھی الحمدللہ گواہوں اور عوام کی موجودگی میں نکاح ہو جائے گا۔

دربار نبوی میں ایک بالغ لڑکی کی فریاد:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک نوجوان لڑکی میرے مکان پر آئی یعنی اس جگہ پر جہاں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں یہ حضرت عائشہؓ ہی کا حجرہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مدینہ طیبہ میں محفوظ ہے اور جسے ہم مسجد نبوی میں روضہ مبارک کی شکل میں دیکھتے ہیں تو فرماتی ہیں کہ ایک لڑکی آئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرے نکاح کا فیصلہ کیا ہے اور مجھے اس فیصلہ میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میرا باپ غربت میں ہے اور اپنی غربت کو دور کرنا چاہتا ہے یہ نہیں بتاتیں کہ باپ لنگڑا یا معذور یا اس کے اندر کوئی کسر تھی لیکن خسیسہ کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ وہ کوئی غریب آدمی ہوں گے اور شاید ان کا

جتنا مالدار ہو تو ان کو اپنی بیٹی دینا چاہتے ہوں گے۔ یہ بچی کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوتی ہے' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف میں موجود نہیں ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی ہے کہ میرے والد نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کرادیں تاکہ وہ میرے ذریعہ سے اپنی غربت کو دور کرے' اور مجھے یہ رشتہ ناپسند ہے' میں اس کو اچھا نہیں سمجھتی۔

اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بچی بیٹھ جاؤ' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں۔ مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی ہے' تو ان سے یہ نہیں کہا کہ کمبخت تجھے خیال نہیں ہوا اپنے باپ کے خلاف کاشانۂ نبوت میں شکایت لے آئی' جیسا وہ کہتے ہیں ویسا ہی نکاح کرلینا چاہئے' تو معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی بھی کنواری ہے' فرمایا: بیٹھو بیٹھو جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں' تھوڑی دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی کہ ایک لڑکی آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میرا باپ اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کرانا چاہتا ہے تاکہ اس کی غربت دور ہوجائے اور مجھے یہ نکاح پسند نہیں۔ کیا شان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی! ان بچیوں کے بارے میں کہ اس کے باپ کو بلانے کے لئے بھیجا' باپ حاضر ہوا اور فیصلہ لڑکی کے حق میں دیدیا کہ اس کی اجازت اور رضا کے بغیر تم اس کا نکاح نہیں کراسکتے۔

رشتہ میں لڑکی کی رضامندی:

اور کیا چاہئے بہنوں کو؟ کون سا حق چاہئے؟ وہ لڑکی اس نیت سے نہیں آئی تھی کہ اس کو نکاح نہیں کرنا ہے بلکہ وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی تھی' اصل میں خواتین اسلام کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ دربار نبوت میں جاکر انہوں نے علی الاعلان مسئلے پوچھے تاکہ قیامت تک کے لئے آنے والی اہل ایمان عورتوں کے لئے سارے مسئلے پوچھ لیں' کون جاتا پوچھنے کے لئے اور کہاں آپ کو جواب ملتا؟ کیسے جواب ملتا؟ علماء بھی اس حدیث شریف سے کیا عمدہ اپنا چہرہ دیکھیں کہ کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے تو عالم کا کام ہے کہ اگر جانتا ہو تو اس کو ضرور بتانا چاہئے اور محبت و احترام سے بتانا چاہئے' نفرت اور ڈانٹ ڈپٹ کرکے نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کچھ بھی نہیں فرمایا بچی سے بلکہ اس کے باپ کو بلوایا اور حکم اور فیصلہ لڑکی کے حق میں دیا' باپ نے بھی یہ نہیں کہا کہ کیوں؟ وہ بچی بھی کتنی مبارک ہے اور اللہ کتنا راضی ہے اس سے کہ وہ فرماتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے والد کو آپ کے سامنے اس کی اجازت دیدی ہے کہ میرا نکاح وہ اپنے بھتیجے سے اپنی مرضی کے مطابق کرادیں' لیکن میرا ارادہ یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ لڑکیوں کی مرضی کے خلاف ان کا نکاح ان کا باپ نہیں کراسکتا' یہ کتنا بڑا احسان ہے لڑکیوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نکاح میں رضامندی کا حق لڑکی کو دے دیا کہ اس حق کا استعمال اپنی سمجھ بوجھ اور عقل سے کرے۔ ایک دوسری روایت میں اس خاتون کے اتنے الفاظ زیادہ ملے کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں نکاح نہ کروں' بلکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ معلوم تو ہوجائے کہ عورتوں کے حقوق دربار نبوت میں کیا ہیں؟ ان کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا علم ہوجائے۔

بیوی کے ساتھ حسن سلوک:

حضرت سعد بن وقاصؓ بہت جری اور بہادر صحابی ہیں' ان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو خرچ کرے' اللہ کی رضامندی کے لئے اس کا اجر ملتا ہی ہے یعنی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی الجھن والی بات نہیں' بلکہ سادگی ہے' تو فرمایا کہ تو جو خرچ کرے اللہ کی راہ میں اس کا اجر تجھے سب سے زیادہ ملے گا' یہ کتنا بڑا اعزاز ہے' خواتین کے اوپر خرچ کرنے کا' بعض علماء نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ اپنی بیوی کے اوپر تو اگر خرچ کرے۔

ایک حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ خدا کی قسم! حشر کے میدان میں جب اعمال تولے جائیں گے' قرآن شریف کی آیت ہے کہ کسی نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو تو اسے دیکھ لے گا اور کسی نے ذرہ برابر بدی یا برا کام کیا ہو تو وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک کا تول ہوگا اور پھر اپنے امتیوں کے تول کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میزان پر تشریف لائیں گے اور دیکھیں گے کہ کس کا کانٹا کیسے ہو رہا ہے؟ فرمایا کہ حشر کے میدان میں میرے امتی نے اگر دنیا کی زندگی میں ایک لقمہ بھی اپنی بیوی کے منہ میں محبت سے دیا ہوگا تو خدا کی قسم! میزان کے اندر اس کو بھی تول میں لگاؤں گا اور اس کو اجر دلاؤں گا' بشرطیکہ ایمان ہو۔

بس اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں آگئی ہیں بھائیوں اور بہنوں میں اور عورتوں اور مردوں کے تعلقات کے اندر جو بگاڑ آگیا ہے' رسومات کے سبب' اس کو سنت کے ڈھانچہ پر ٹھیک ٹھیک کردے اور سب اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ قرآن و سنت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کے لئے ہدایت کی راہیں ہموار فرمائے' ہدایت کے راستے پر چلادے' ایمان کا نور ہماری بہنوں کی پیشانیوں پر' ہمارے بھائیوں کی پیشانیوں پر ایسا ہو کہ حشر کے میدان میں ہم سب منزلیں بآسانی طے کرسکیں۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

ایک یادگار تقریر

کامیابی کا راستہ

مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو' بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو کئے ہوئے کی عنقریب سزا ملے گی۔“ (سورۃ الانعام: ۱۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں' جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے' ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے' وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اس وقت ایک آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اور دو حدیث پاک پڑھی ہیں' اس سلسلہ میں تین باتیں عرض کرنا ہے اور ہر بات مختصر طور پر ہی عرض کروں گا۔

ہر انسان کامیابی چاہتا ہے:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو آیت کریمہ پڑھی گئی ہے' اس میں ایسے اہم مضمون کی طرف توجہ دلائی گئی ہے' جس کی پابندی پر فلاح و کامیابی موقوف ہے اور ہر شخص چاہتا بھی یہی ہے کہ مجھ کو کامیابی ملے' کسی سے بھی پوچھئے کہ عزت چاہتے ہو یا ذلت؟ راحت چاہتے ہو یا مصیبت؟ کون کہے گا کہ میں ذلت اور مصیبت چاہتا ہوں' بلکہ ہر انسان اس کا خواہش مند ہے' تو جو اس وقت جلسہ میں تشریف فرما ہیں وہ بھی انسان ہیں' مومنین اور صالحین میں سے ہیں' وہ تو بدرجہ اولیٰ اس کی خواہش کریں گے۔

کامیابی کا بنیادی اصول:

اس کے لئے پہلے بنیادی طور پر ایک اصول کا سمجھنا ضروری ہے' وہ یہ کہ جو شخص کسی ادارہ یا کسی انجمن اور سرکاری محکمہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ذمہ دو کام سپرد کئے جاتے ہیں' ایک تو کام اور ڈیوٹی' دوسرے ہیئت ڈیوٹی جس کا دوسرا نام ہے وردی' مثال کے طور پر پولیس کے محکمہ کو لے لیجئے اور ڈاکخانہ کے محکمہ کو لے لیجئے' آپ کو معلوم ہے کہ جو شخص ان محکموں میں ملازم ہوتا ہے تو اس کے ذمہ ایک تو ڈیوٹی ہوتی ہے' پھر اسی کے ساتھ ساتھ وردی بھی ضروری ہوتی ہے' اب اگر کوئی محکمہ پولیس میں داخل ہونا چاہتا ہے تو دونوں باتوں کی پابندی کرنا ہوگی' ڈیوٹی کی بھی اور وردی کی بھی' اگر کوئی پولیس مین یا پوسٹ مین وردی کی تو پابندی کرے اور ڈیوٹی کی پابندی نہ کرے کہ وردی تو پہن کر آ جاتا ہے لیکن کام انجام نہیں دیتا' تو کیا ایسا شخص کامیاب ہو سکتا ہے؟ اور اس کو تنخواہ ملے گی؟ نہیں بلکہ ایک ہی دن میں معطل کر دیا جائے گا کہ وردی پہن کر تم تنخواہ لینا چاہتے ہو اور اگر کوئی شخص اس کے برعکس کرے' ڈیوٹی تو انجام دے لیکن وردی نہ پہنے تو کیا یہ معتوب نہ ہوگا؟ ڈیوٹی تو انجام دے رہا ہے لیکن وردی کی پابندی نہیں کر رہا ہے' تو کیا ایسا شخص فلاح پائے گا؟ نہیں پائے گا' اگر ایک پولیس کا افسر دورہ کرتا ہوا جا رہا ہے' پر پہنچے' وہاں دیکھے کہ ایک شخص سادے لباس میں کھڑا ہوا ہے' اس نے کہا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں اور یہ میرا نام و پتہ ہے اور یہ نمبر میرا ہے' اب حاکم نے کہا: اچھا سپاہی ہو تم' تمہاری وردی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ صاحب وردی کی کیا ضرورت ہے؟ ڈیوٹی تو میں انجام دیتا ہوں' وردی تو ڈیوٹی انجام نہیں دیتی' بتلایئے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ یہی تو کہ گستاخ ہے' بے ادب ہے' اس کو فوراً معطل کر دیا جائے گا کیونکہ وردی نہیں ہے' اگرچہ ڈیوٹی انجام دے رہا ہے' تو معلوم ہوا کہ وردی بھی ضروری ہے' خالی ڈیوٹی کافی نہیں ہے' یہ تو میں نے ایک عام بات کہی ہے' کسی مسجد کے امام صاحب جمعہ کے دن عین وقت پر خطبہ کے لئے تشریف لائیں' اس حالت میں کہ صرف پاجامہ پہنے ہوں' کرتہ بھی غائب ہو' ٹوپی بھی غائب' تو جیسے ہی مسجد کے اندر قدم رکھیں گے تو لوگ کہیں گے کہ خدا خیر کرے' اب کسی نے فلاں صاحب کو آواز دی کہ ارے بھائی! دیکھو ڈاکٹر صاحب ہیں کہ نہیں؟ اتنا سنتے ہی امام صاحب کہتے ہیں کہ ارے بھائی! ڈاکٹر کی کیا ضرورت ہے؟ کیا میرا دماغ خراب ہے؟ میں تو بالکل ٹھیک ہوں' میں آج اس حالت میں اس لئے آیا ہوں

کہ مسئلہ بتادوں کہ اس طرح بھی نماز ہو جاتی ہے' تو ان کی اس معقول بات پر کوئی توجہ نہ دے گا' بلکہ یہی کہیں گے کہ ارے بھائی! لے جاؤ فلاں ڈاکٹر صاحب کے پاس۔ اگر چہ امام صاحب بار بار کہیں کہ میں بیمار نہیں ہوں' بالکل ٹھیک ہوں' پھر بھی کوئی ان کی بات نہیں مانے گا' کیوں؟ اس لئے کہ امام صاحب کی وردی جیسی چاہئے ویسی نہیں ہے اور اگر الٹا پاجامہ پہن لیں' یا الٹا کرتہ پہن کر آئیں اور الٹی ٹوپی اوڑھ کر آئیں تو بھی لوگ مصلے پر نہیں جانے دیں گے اس لئے کہ جو وردی امام کے لئے چاہئے اس وردی کی پابندی نہیں ہے۔

یونیفارم کا مقصد کیا ہے؟

یہاں ایک بات اور سنئے' وہ یہ کہ یونیفارم کا مقصد کیا ہے؟ اور یہ کیوں ضروری ہے؟ بات اصل یہ ہے کہ یہ پہچان کے لئے ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا فلاں سے تعلق ہے' تعارف کی ضرورت نہیں رہتی' یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا مخصوص یونیفارم مقرر کیا ہے کہ اس کو دیکھ کر پہچان لیا جاتا ہے' پولیس والے کے تعارف کی ضرورت نہیں پڑتی' فوجی کے تعارف کی ضرورت نہیں پڑتی' ہر ایک اس کو دور سے دیکھ کر پہچان لیتے ہیں' یہودیوں کے تعارف کی ضرورت نہیں پڑتی' انگریزوں کے تعارف کی ضرورت نہیں پڑتی' ہر ایک کو اس کی وردی اور خصوصی علامت کے ذریعہ پہچان لیا جاتا ہے۔

تکمیل اسلام کا تقاضا:

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ اسلام جو کامل و مکمل مذہب ہے' جس کی تکمیل کے لئے ارشاد ربانی ہے:

"آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔" (سورۃ المائدہ:۳)

تو کیا اسلام نے مسلمانوں کی پہچان اور ان کے امتیازی تشخص کے لئے کوئی وردی مقرر نہیں کی ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں کی ہے تو آیت کریمہ کے خلاف ہوا اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ نعوذ باللہ دین ناقص اور نامکمل ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے' اسلام نے ہر چیز کے متعلق اصول و ہدایات بتلائیں اور زندگی کا کوئی معاملہ یا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا کہ اس کے متعلق احکامات نہ دیئے ہوں' لیکن آج امت مسلمہ نے اپنی وردی سے غفلت برتی ہے' اس کی تباہی کا باعث یہ ہے کہ اس نے وردی کو چھوڑ رکھا ہے' امت مسلمہ ڈیوٹیوں اور ذمہ داریوں کی پابندی کرتی ہے' لیکن وردی سے غفلت ہے' وردی کی اہمیت نہیں ہے' ایسے موقع پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ باطن ٹھیک ہونا چاہئے' ظاہر کیسا بھی ہو' ایسا نہیں ہے' یہ غلطی کی بات ہے' بلکہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ باطن کی درستگی کے ساتھ ساتھ اس کا ظاہر بھی شریعت کے موافق ہو۔

لباس شرعی کی حد کیا ہے؟

وردی کا تعلق بھی ظاہر کے ساتھ ہے' اس کا شریعت کے موافق ہونا ضروری ہے' ورنہ اس پر مواخذہ ہوگا' پکڑ ہوگی' اس وقت زیادہ نہیں' مختصر طور پر اس کے متعلق چند باتیں عرض کروں گا کہ اسلام نے جو وردی مقرر کی ہے' ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ اوپر سے جو لباس نیچے کی طرف پہنا جائے' کرتہ ہو یا پاجامہ ہو' لنگی ہو یا عبا اور قبا ہو' اس کی حد یہ ہے کہ وہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہئے' ٹخنے کھلے ہوئے ہونا چاہئے' اگر ٹخنے سے نیچے پہن لیا تو اس پر نظر رحمت نہ ہوگی' سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسبال ازار' کرتہ' عمامہ سب میں ہے تکبر کی وجہ سے جو کوئی ان میں سے کسی چیز کو لٹکائے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر نظر کرم نہ فرمائیں گے۔" (ابوداؤد)

اس پر ہم خفا ہو جائیں گے' ناراض ہو جائیں گے' شب برأت میں جہاں بے شمار مخلوق کی مغفرت ہوتی ہے' وہاں جو ٹخنے ڈھانکنے والا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی' جب تک کہ توبہ نہ کرے' اس کو معمولی سمجھ لیا ہے' بہت سے لوگ نماز کے وقت پاجامہ اونچا کر لیتے ہیں' ٹخنے کھول لیتے ہیں' حالانکہ یہ حکم صرف نماز کے وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر وقت اونچا رکھنے کا حکم ہے' چنانچہ فرمایا گیا:

"جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ازار سے چھپا ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔" (بخاری)

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ عرب کا کرتہ لمبا ہوتا ہے' اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں' تو بات یہ ہے کہ ان کا یہ عمل حجت شرعی نہیں ہے' بلکہ یہ ان کی غلطی ہے' یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے کوئی عرب نماز نہ پڑھے تو یہ اس کی غلطی ہے' اب اگر کوئی کہے چونکہ وہ عرب ہو کر نماز نہیں پڑھتے لہٰذا ہم بھی نہیں پڑھیں گے تو یہ غلطی کی بات ہے' ایسے ہی کوئی عرب کرتہ لمبا کرے تو یہ حرام ہے' جرم ہے' بس شریعت نے جو حد مقرر کی ہے اس کی پابندی لازمی اور ضروری ہے' وہی کرفیو والی بات کہ حد سے آگے بڑھا تو مجرم ہو جائے گا' قانون توڑنے والا سمجھا جائے گا' اس لئے اس کی پابندی ضروری ہے۔ فقہاء نے اس کو بیان کیا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

"مناسب ہے کہ تہبند (پاجامہ' کرتہ وغیرہ) ٹخنوں سے اوپر نصف ساق تک ہو اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔"

یہ معمولی چیز نہیں ہے' آج اس کی طرف سے بے توجہی ہے' لباس کے سلسلے میں ایک بات بتلا دی گئی۔

سر کے بالوں کا شرعی حکم:

اب معاملہ بالوں کا ہے' کوئی شخص بالوں کو دیکھ کر' سر کو دیکھ کر کیسے پہچانے کہ یہ مسلمان ہے؟ اس کے لئے بھی شریعت میں حکم موجود ہے کہ بال کیسے ہونا چاہئیں؟ ہر معاملے کے لئے حکم ہے' اس کے موافق معاملہ کرے' اپنی من مانی اور خواہش کے مطابق نہ کرے' چنانچہ بالوں کے تین طریقے ہیں: ایک طریقہ یہ ہے کہ بال رکھنے کا جی چاہتا ہے تو بال رکھو لیکن یہ کہ کتنا بڑھائے؟ اس کی بھی حد ہے' یہ نہیں کہ جتنا جی چاہے اتنا بڑھاتا چلا جائے' ایک زمانہ تھا کہ انگریزوں نے بالوں کے لئے ایک ہیئت نکالی تھی' مقرر کی تھی اس میں تو بال ایک حد پر جا کر رک جاتے تھے' کاٹ دیئے جاتے تھے لیکن اب لوگ کہتے ہیں کہ نہیں' بڑھانا چاہئے' بڑھاتے چلے جاتے ہیں' معلوم نہیں کب سمجھ میں آئے گا' ٹھیک ہے اگر بال بڑھانے کا شوق ہے تو بڑھاؤ' رکھو' مگر اس کی جو حد ہے اس کی پابندی کرو' اس کی حد یہ ہے کہ کان کی لو اور اس کے نرمہ تک رکھے یا اس سے کسی قدر نیچے تک' پورے سر پر بال رکھے جس کو کہتے ہیں پٹھے رکھنا' اور یہ مسنون بھی ہے' دوسرا طریقہ ہے استرہ چلا لو' پورا سر منڈا دو' یہ بھی سنت ہے۔

"سر کے بالوں میں سنت یہ ہے کہ پٹھے رکھے یا منڈوائے۔" (عالمگیری)

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بال رکھنا چاہتے ہو تو اس طرح بھی رکھ سکتے ہو کہ اس پر قینچی یا مشین چلا لو' اس میں یہ ضروری ہے کہ بالوں میں مساوات ہونی چاہئے' سر کے تمام بال مساوی طور پر کتروانا چاہئے' چھوٹے بڑے نہیں ہونے چاہئیں' یہ تین طریقے ہیں' آگے لوگوں نے جو نت نئے طریقے نکال رکھے ہیں' اب ان کے لئے خود ہی فیصلہ کر لو کہ شرعی اعتبار سے ان کا کیا حکم ہے؟ آج عجیب معاملہ ہو رہا ہے' جس طرح چاہتے ہیں بال رکھتے ہیں' کسی کو دیکھ لیا' بس اسی کی نقل شروع کر دی' اور دیکھا دیکھی وہ سلسلہ چل پڑا' ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ پہلے اس کا حکم معلوم کر لو' پھر اس کے موافق معاملہ کرو۔

مونچھوں کا مسنون طریقہ:

اس کے بعد تیسری چیز مونچھیں ہیں' اس سے بھی مسلمان کی پہچان ہوتی ہے' بعضوں کے سروں پر بال ہی نہیں نکلتے تو اس کو مونچھوں کے ذریعہ پہچان لیا جائے گا کہ یہ مسلمان ہے' حکم ہے کہ اس کو باریک کرو:

"مونچھوں کے بال کاٹ کر کم کرو۔" (بخاری)

جتنا ہو سکے اس کو باریک کرو' مشین بھی چلا سکتے ہو اس کے اوپر' قینچی بھی استعمال کر سکتے ہو' مونچھوں کے سلسلے میں احادیث میں جو الفاظ ہیں' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو باریک کرنا چاہئے اور اس میں مبالغہ بھی کرنا چاہئے' اس کی کئی صورتیں ہیں جو فقہ کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں:

۱:...... مونچھیں اتنی کاٹ لی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے۔

"مونچھیں اس طرح کترنا کہ اوپر والے ہونٹ کے اوپری کنارے کے برابر ہو جائے' یہ بالاجماع سنت ہے۔" (شامی)

۲:...... مونچھیں اتنی کاٹے کہ بھنوؤں کی طرح ہو جائے:

"مرد کے لئے مناسب یہ ہے کہ مونچھ اس طرح کاٹے کہ وہ بھنوؤں کی طرح ہو جائے۔" (عالمگیری)

۳:...... مونچھیں اتنی باریک کی جائیں کہ بالکل پست کر دی جائیں:

"یہ سب (پانچوں الفاظ) دلالت کرتے ہیں کہ مقصود بالوں کے دور کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔" (بذل المجہود)

داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی مقدار:

مونچھوں کے بعد داڑھی کا نمبر ہے' یہ بھی اسلامی وردی اور اسلامی وضع وقطع میں سے ہے' ضروریات میں سے ہے' داڑھی کہتے ہیں ان بالوں کو جو رخسار اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں:

"داڑھی ان بالوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو دونوں رخساروں اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں۔" (مجمع بحار الانوار)

داڑھی داڑھ سے شروع ہوتی ہے' عربی میں لحی اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر دانت ہوتے ہیں:

"وہ ہڈی جس پر دانت ہوتے ہیں۔" (المغرب)

چونکہ داڑھی اس ہڈی پر نکلتی ہے' اس وجہ سے اس کو داڑھی کہتے ہیں' داڑھی کا حکم یہیں سے معلوم ہوگا کہ کنپٹی کے نیچے جو ہڈی ابھری ہوئی ہے' وہاں سے داڑھی شروع ہوتی ہے' اس ہڈی پر جو بال ہیں ان کو کٹوانا یا منڈوانا جائز نہیں ہے' اس کے لئے حکم ہے کہ اس کو بڑھاؤ:

"داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔" (بخاری)

یہ سرکاری سبزہ ہے' اپنی رائے سے اس میں کچھ کمی نہ کرے' اس کو بڑھنے دو' لیکن اس کی بھی ایک حد ہے' جب اس حد پر پہنچ جائے تو اس کے بعد قینچی اس پر

جل سکتی ہے؟ شریعت نے ہر ایک کی حد مقرر کی ہے اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔ میں نے بمبئی کے اندر جب یہ بات بیان کی تو ایک صاحب نے کہا کہ حدیث کے اندر آیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ، پھر آپ نے ایک مٹھی کی حد کہاں سے مقرر کردی؟ ان صاحب کو جب میں نے دیکھا تو ان کی داڑھی ناف سے نیچے تھی۔ بنگلور میں ایک صاحب ملے ان کی داڑھی گھٹنوں تک تھی، تو میں نے ان سے کہا کہ ہاں حد ہے، انہوں نے کہا کہ کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کے طول وعرض سے بال لیا کرتے تھے۔" (ترمذی)

اب یہ کہ طول وعرض سے کتنا لیتے تھے؟ کتنا کاٹتے تھے؟ یہ کون بتلائے گا؟ یہ کیسے معلوم ہوگا؟ ظاہر ہے کہ اس کو وہی حضرات بتلا سکتے ہیں، جنہوں نے آپؐ کے ارشادات کو سنا ہو، آپؐ کے عمل کو دیکھا ہو اور وہ ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ شرعی داڑھی کی مقدار کیا ہے؟ کیونکہ ان کی داڑھیاں اسی کے موافق تھیں اور دوسروں کو بھی اتنی ہی مقدار رکھنے کا حکم فرماتے تھے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "مشت سے زائد جو بال ہیں اس کو کاٹو۔" (غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول داڑھی کے سلسلہ میں یہی تھا: "اپنی داڑھی کو مٹھی بھر لیتے تھے، پھر اس مٹھی سے نچلا حصہ کاٹ دیتے تھے۔" (فتح القدیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا: "وہ داڑھی کو مٹھی میں لے کر جو اس سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔" (فتح القدیر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ارشاد اور ان کے عمل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ حضرات ایک مٹھی سے زائد بال کاٹتے تھے، تو یہ داڑھی کی حد ہوگئی، کبھی تو حد کی تعیین فعل سے ہوتی ہے، اور کبھی قول سے ہوتی ہے، بہرحال داڑھی بڑھانے کی حد اور اس کی شرعی مقدار متعین ہوگئی، اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ واجبات میں سے ہے داڑھی، شرعی داڑھی رکھنا واجبات میں سے ہے۔ جتنا ضروری وتر کی نماز ہے، جتنا ضروری عیدین کی نماز پڑھنا ہے، اتنا ہی ضروری شرعی داڑھی رکھنا ہے، جتنا ضروری قربانی کرنا ہے، اتنا ہی ضروری شرعی داڑھی رکھنا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"داڑھی منڈانا حرام ہے، یہ انگریزوں اور اہل ہنود کا طریقہ ہے، اور ایک مشت کے بقدر داڑھی رکھنا واجب ہے۔" (اشعۃ اللمعات)

مسلمان کا ہر کام شرعی ہے:

میں نے شرعی اس لئے کہا کہ ایک صاحب کہنے لگے کہ یہ داڑھی بھی شرعی ہوتی ہے؟ میں نے کہا کہ مسلمان کی ہر چیز شرعی ہے، تیس رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے، یہ تو شرعی ہوا اور پہلی تاریخ کو عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، یہ روزہ غیر شرعی ہے، فجر کی نماز نہیں پڑھ سکا سورج نکلنے میں تین چار منٹ باقی ہیں تو دو رکعت نماز پڑھنا فرض ہے اور نماز شرعی ہوئی، جب سورج نکلنا شروع ہوجائے تو وہی نماز حرام ہوگئی، یہ غیر شرعی ہوگئی، تو جو کام شریعت کی حدود کے اندر ہو وہ تو شرعی ہے اور اگر اس کے خلاف ہوجائے تو وہ غیر شرعی ہے۔

آپ کی جگہ پر کیسے کھڑا کردیا جائے؟

میرے عزیزو! خود سوچنے کی بات ہے کہ جو شخص شرعی داڑھی نہیں رکھتا، اسے امام نہیں بنا سکتے، موذن نہیں بنا سکتے، اقامت کہنے کی اجازت نہیں ہے، موٹی سی بات ہے کہ کلکٹر صاحب کے چپڑاسی کے لئے شرائط ہوں، منصف صاحب کے چپڑاسی کے لئے شرائط ہوں اور اللہ تعالیٰ کے چپڑاسی کے لئے شرائط نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جگہ پر کھڑا ہو اور ان جیسی صورت نہ ہو؟ کیا حال ہے؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑا ہو اور ان کی صورت کی نقل نہ کرے؟ ایسے شخص کو کیسے ان کی جگہ پر کھڑا کردیا جائے؟ کیا حال ہے؟ ذرا سوچو تو کدھر جارہے ہو، کیا حال ہورہا ہے؟ ہم بہت سے لوگ داڑھی رکھتے ہیں، سامنے سے ایک مٹھی رکھتے ہیں اور ادھر ادھر سے کم رکھتے ہیں، یہ کم علمی کی بات ہے بلکہ جس طرح سامنے سے ایک مشت ہونا ضروری ہے، اسی طرح ادھر ادھر سے بھی ایک مشت ہونا ضروری ہے، اس لئے داڑھی داڑھ سے ناپے اور وہ بھی اپنی مٹھی ہونی چاہئے، نائی کی نہ ہونی چاہئے، کوئی نائی چھوٹا ہو، پستہ قد ہو تو داڑھی بھی چھوٹی ہوجائے گی، اس لئے بتایا کہ یہ واجبات میں سے ہے، وردی سے اس کا بھی تعلق ہے، آج امت مسلمہ کے اکثر افراد اس سے غافل ہیں، اس کی اہمیت سے غافل ہیں اس لئے اس کی طرف توجہ دلائی ہے، اس کو بتلایا گیا ہے۔

بعض اغیار بھی ہیں کر کے ان کو اختیار:

ایک واقعہ داڑھی کا یاد آگیا، اس کو سنا دوں: بہت عرصہ ہوا صدق اخبار میں لکھا تھا کہ سکھ برادری کے ایک سردار صاحب امریکا جاکر وہاں کے باشندے ہوگئے تھے، ان کے لڑکے پڑھ پڑھا کر بڑے ہوگئے، جب اس قابل ہوگئے کہ کسی محکمہ میں ملازمت کرسکیں تو انہوں نے فوج کی ملازمت کے لئے درخواست دی، تو جب افسر کے سامنے حاضر ہوئے تو بڑے بال، سر پر پگڑی، داڑھی چہرہ پر، تو افسر نے کہا کہ پہلے داڑھی صاف کراؤ، بال صاف کراؤ، پھر

درخواست پیش کرنا بغیر اس کے درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ اب سنئے اس کی ہمت قابل داد ہے کہ وہ درخواست دیتا ہے صدر امریکا کو کہ میں یہاں کا باشندہ ہوں' جی چاہتا ہے کہ ملک کی خدمت انجام دوں' فوج میں رہ کر' فوج میں ملازمت کی درخواست دی' وہاں سے نامنظور ہوگئی' اور مجھ کو اپنی مذہبی وضع چھوڑنا گوارا نہیں ہے اور اس کے لئے بھی تیار نہیں ہوں کہ فوج کی خدمت کو چھوڑ دوں' لہٰذا مجھ کو فوج کی خدمت کی اجازت دی جائے' اسی مذہبی حالت میں رہتے ہوئے' سر کے بال بھی یوں ہی رہیں اور داڑھی بھی یوں ہی رہے' ایک طرف تو یہ ہے کہ اگر مذہب کی پابندی کرنا ہے تو فوج کی ملازمت کو چھوڑ دیا یہ کہ فوج کی ملازمت کرنا ہے تو مذہب چھوڑ دو مگر نہیں' جذبہ ہے' ہمت ہے' خدمت بھی کرنا چاہتا ہے فوج کی' اس کا حاصل یہ ہوا کہ وہ امریکا کے صدر سے یہ چاہتا ہے کہ اپنے قانون سے مجھے مستثنیٰ کر دو کہ مذہبی وضع میں رہتے ہوئے خدمت کا موقع ملنا چاہئے' ایک بیچارہ ہندوستان کا آدمی جو کہ وہاں جا کر وہاں کا باشندہ ہو گیا' وہ صدر امریکا کو اس طرح کی درخواست کرتا ہے جو کہ قابل تعریف ہے' بات یہ ہے کہ جو ہمت کرتا ہے تو اس کی مدد اوپر سے ہوتی ہے' چنانچہ صدر نے اس کی درخواست منظور کر کے اس کو مستثنیٰ کر دیا' اس وقت گیارہ لاکھ فوج تھی' اس کے اندر داڑھی والا یہ تنہا ایک آدمی تھا' اسی کو حضرت مجذوب صاحبؒ نے فرمایا:

سب کے سب سر بسر پاکیزہ اسلامی شعار
کیا سیاست' کیا تمدن' کیا متانت' کیا وقار
بختیار اغیار بھی ہیں کر کے ان کو اختیار
چھوڑ بیٹھا تو انہیں پھر کیوں نہ ہو دنیا میں خوار
آشنائے یار ہو' بیگانہ اغیار ہو:

میرے عزیزو دوستو! آج کوئی شخص وردی کی پابندی نہ کرے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں' ایک شخص پولیس میں انسپکٹر تھا' محنت اور کارگزاری کے متعلق پچیس سال میں کوئی شکایت نہیں ہوئی اور وہ ترقی کرتے کرتے ڈی ایس پی کے عہدہ تک پہنچ گیا' اب صرف چھ مہینے ان کی پنشن کے باقی رہ گئے ہیں کہ پندرہ اگست میں جلوس نکلتا ہے' وہ اس میں بغیر وردی کے جاتے ہیں تو ان سے کہا گیا کہ ارے آپ تو اتنے معزز آدمی ہیں' پھر آج کے دن بغیر وردی کے آئے ہیں؟ وردی پہن کر آیئے' اس سمجھانے کے باوجود وردی نہیں پہنی تو پھر دوبارہ کہا گیا اور مہلت دی گئی کہ اچھا ہے' ابھی موقع ہے' پہن لیں' لیکن دو گھنٹہ کے بعد جو دیکھا گیا کہ بغیر وردی کے ہیں تو اب تیسری مرتبہ معطل کر دیا جائے گا یا نہیں؟ کیوں کہ وردی کی پابندی بھی ایک حکم ہے' اس حکم عدولی کی بنا پر پچیس سالہ ملازمت کا صحیح حق ادا کرنے کے باوجود اس کو معطل کر دیا جائے گا' یہ تو معاملہ وردی نہ پہننے کا ہوا' اگر کہیں یوم آزادی کے جلوس کے موقع پر ڈی ایس پی صاحب حکومت کے مخالف گروہ کی ٹوپی لگائے ہوئے کھڑے ہیں تو پھر کیا معاملہ ہوگا؟ فوراً معطل کر دیئے جائیں گے' آج امت مسلمہ نے بھی وہ وردی چھوڑ رکھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے مقرر فرمائی تھی' تو کیا یہ امت معطل نہ ہوگی؟ کب تک مہلت ملتی رہے گی؟ ایک دن کی' دو دن کی' ایک ہفتہ' ایک ماہ' ایک سال' دو سال' دس برس' تیس برس تک اسلامی وردی کی خلاف ورزی کرتا رہے' کبھی تو گرفت ہوگی کہ نہیں؟ بولئے؟ وردی کی پابندی نہیں کرنا چاہتے اور چاہتے ہیں کہ فلاح مل جائے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر اوپر سے امت مسلمہ یہ کہتی ہے کہ ہم کو فلاح نہیں ملتی؟ کیسے فلاح ملے گی' جب تک اسلامی وردی کی خلاف ورزی کی جاتی رہے گی؟ حضرت مجذوب صاحبؒ فرماتے ہیں:

اتباع غیر مسلم سے تو اب بیزار ہو
آشنائے یار ہو بیگانہ اغیار ہو

اپنے آپ کو بدلنے کی فکر کرنا چاہئے:

جس وقت مصری فوجوں کو جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی' اس کے نتیجہ میں بیت المقدس یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا' تو لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ان کے لئے دعائیں ہو رہی ہیں مگر قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ میں نے کہا کہ آپ کیا کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ تجارت کرتا ہوں' میں نے کہا: اچھا ایک بات بتلایئے کہ آپ کے صاحبزادے آپ کا کہنا نہ مانیں' آپ کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کریں اور دکان پر بغیر لباس مقررہ کے ننگے آ کر بیٹھیں یا دکان کا مال ضائع کریں تو ظاہر ہے کہ آپ خفا ہو کر ان کو نکال دیں گے' اب اگر ان کے ماموں اور چچا سفارش کرتے ہیں' مسجد کے امام صاحب سفارش کرتے ہیں کہ معاف کر دیجئے لیکن وہ صاحبزادے خود معافی نہیں مانگتے تو کیا آپ ان کو معاف کر دیں گے؟ اور دکان پر بیٹھنے دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ جب وہ معافی نہیں مانگتا تو کیسے بیٹھنے دیں گے؟ میں نے کہا کہ بھائی! ٹھیک یہی معاملہ یہاں بھی ہے کہ جن کا معاملہ ہے' مصر والوں کا' بیت المقدس والوں کا' وہ تو معافی نہیں مانگتے' اپنی اصلاح و درستگی کی فکر نہیں کرتے' اپنے کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے اور آپ دعا کرتے چلے جائیں تو کیسے کام چلے گا؟ ارشاد ربانی ہے:

"واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے۔" (سورۃ الرعد:۱۱)

(جاری ہے)

اسلامی مساوات کے اصول

ڈاکٹر عبدالحمید اسمٰعیل انصاری

مساوات قانون کی نظر میں:

اسلام کے قانون مساوات کا مطلب یہ ہے کہ سارے افراد انسانی قانون کے سامنے یکساں ہوں' کسی فرد یا کسی طبقہ کو کوئی برتری حاصل نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں فرمانروائے وقت' دوسرے حکام اور عام رعایا سب ہی کی حیثیت قانون کے سامنے یکساں اور برابر ہوتی ہے' اسلام نے درج ذیل آیت میں جو نظام عدل پیش کیا ہے' وہ درحقیقت نظام مساوات کا دوسرا نام ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔"

اسی اصول کے پیش نظر اسلام نے کسی طبقہ کو کوئی امتیاز نہیں عطا کیا' حسب ونسب اور زبان کے اختلاف سے قطع نظر شریعت کی نظر میں تمام مسلمانوں کو مساوی درجہ دیا' اگر ہم اسلامی تاریخ کا ابتدا سے جائزہ لیں تو عیاں طور پر نظر آئے گا کہ اسلامی معاشرہ میں اگرچہ مختلف قوم اور مختلف نسل کے لوگ تھے' عرب بھی تھے اور عجم بھی' لیکن اسلامی شریعت کا نفاذ بغیر کسی تفریق کے سب ہی پر ہوتا تھا۔

قبیلہ مخزوم کی ایک معزز خاتون جب چوری کے جرم میں پکڑی گئی اور اس پر "حد" (چوری کی اسلامی سزا) لازم کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ نے آپؐ سے معافی کی سفارش کی' آپؐ نے فرمایا:

"اے اسامہ! تم اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے سلسلہ میں مجھ سے سفارش کر رہے ہو؟ پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اسی لئے گمراہ ہوئیں کہ جب ان کا کوئی معزز شخص چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن جب کوئی کمزور اس جرم کا مرتکب ہوتا تو اس کو سزا دیتے' اللہ کی قسم! اگر میری لخت جگر فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا۔"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو شراب پینے کے جرم میں سزا دی۔

غسان کے بادشاہ جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کا موقف ملاحظہ فرمائیں:

واقعہ اس طرح پیش آیا کہ جبلہ بن ایہم جو آل جفنہ کے بادشاہوں میں تھا' اپنی پوری قوم کے ساتھ داخل اسلام ہوا' پھر اپنے خاندان کے پانچ سو افراد کو لے کر پوری شان وشوکت اور زیب وزینت کے ساتھ خلیفہ وقت حضرت فاروق اعظمؓ سے ملاقات کے لئے آیا' فاروق اعظمؓ کو بڑی خوشی ہوئی کہ اسلام کو ایک نئی قوت حاصل ہو رہی ہے' آپ نے جبلہ بن ایہم کا اکرام کیا اور اس کے ساتھ ادائیگی حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے' جس وقت شاہ غسان بن ایہم خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا' اس کی لنگی قبیلہ بنو فزارہ کے ایک عام شخص کے پاؤں سے دب کر کھل گئی' اس نے غضبناک ہو کر فزاری کے چہرہ پر اس زور سے مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی' فزاری نے خلیفہ وقت کے پاس شکایت کی' جبلہ بن ایہم نے جرم کا اعتراف کیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسلام نے تم دونوں کو برابر قرار دیا ہے' اے جبلہ! تمہیں اس فزاری پر اگر کسی وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے تو وہ صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے' یہ سن کر جبلہ نے کہا: اے امیر المومنین! میں تو سمجھا تھا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد میرا مقام ومرتبہ اس سے کہیں زیادہ ہو جائے گا' جتنا کہ دور جاہلیت میں تھا۔

آپ نے فرمایا کہ ان باتوں کو جانے دو' اگر تم نے اس فزاری کو رضامند نہ کر لیا تو میں تم سے اس کا بدلہ ضرور لوں گا' جب جبلہ کو یقین ہو گیا کہ مجھ سے بدلہ ضرور لیا جائے گا تو وہ چھپ چھپا کر مدینہ سے قسطنطنیہ نکل بھاگا اور وہاں اپنی قوم کے ساتھ عیسائی مذہب میں داخل ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔

غور فرمایئے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک قانون کے نفاذ میں مساوات کی اتنی اہمیت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ایک بڑی قوت کے اسلام سے جدا ہو جانے کی پروا بھی نہ فرمائی۔

عدالتی مساوات:

اس کا مقصود یہ ہے کہ فیصلہ کے نفاذ میں سارے باشندے برابر ہوں اور لوگوں کے باہمی نزاعات کے فیصلوں کا معیار بھی ایک ہی ہو یعنی وہ عدالتیں جو نزاعات کا فیصلہ کرتی ہیں عدالت میں آنے والے افراد کے ساتھ ان کا طریقہ قضا ایک ہو کسی خاص طبقے کے لئے ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے علیحدہ عدالت کا قیام نہ ہو۔

آج کی جمہوری حکومتوں میں فرمانرواؤں اور حکام کے لئے علیحدہ خاص عدالت قائم کی جاتی ہے اس عدالت کی خاص شرطیں ہوتی ہیں حکام وقت کے خلاف وہاں مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا ممبران پارلیمنٹ اور جج حضرات پر مقدمات خاص شرائط اور خصوصی حالات ہی میں چلائے جاسکتے ہیں یہ صورت مساوات کے اصول کو توڑتی ہے۔

اسلامی نظام ہی تنہا وہ نظام ہے جو کسی کو قانون کے نفاذ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیتا خواہ وہ جس مقام و مرتبہ کا ہو حتی کہ خلیفہ وقت بھی اس مقام پر عام لوگوں کے برابر ہوتا ہے۔

اسلام میں شارع اسلام کی ذات ہی تنہا باہمی نزاعات کے فیصلہ کا حق رکھتی تھی جیسا کہ اس معاہدہ سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے مہاجرین و انصار مدینہ کے درمیان نیز یہود اور دوسرے مشرکین کے ساتھ کیا تھا معاہدہ میں لکھا تھا: ''جن لوگوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا جا رہا ہے ان میں اگر کوئی اختلافی واقعہ پیش آجائے امن و امان کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹایا جائے گا۔''

حضرت عمر فاروق اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف ہو گیا حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اس امر کے تصفیہ کے لئے ایک تیسرے شخص کو متعین کرلیا جائے چنانچہ دونوں حضرات نے زید بن ثابتؓ کو اپنا ثالث مقرر کیا اور ان کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اپنا ثالث مقرر کیا ہے تم ہمارے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت زید بن ثابتؓ تو قضا اپنے گھر میں انجام دیا کرتے تھے جب دونوں حضرات وہاں پہنچے تو حضرت زیدؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے لئے آگے کی نشست چھوڑ دی اور عرض کیا کہ امیر المومنین! یہاں تشریف رکھیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ پہلی زیادتی ہے جو تم نے اپنے فیصلہ میں کی میں اپنے مقابل کے ساتھ بیٹھتا ہوں پھر دونوں حضرت زید بن ثابتؓ کے سامنے بیٹھ گئے حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنا دعویٰ دائر کیا لیکن حضرت عمرؓ نے انکار فرمایا حضرت زیدؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو میں حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی اور کے لئے ایسا مطالبہ نہ کرتا لیکن حضرت عمرؓ نے خود ہی قسم کھائی پھر قسم کھا کر فرمایا کہ زیدؓ کو قضا کا اختیار اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ عمرؓ اور ایک عام شخص اس کی نظر میں برابر نہ ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ کھو گئی تھی وہ ایک یہودی کو بازار میں ملی۔ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ زبردستی اس سے نہ لی بلکہ فرمایا کہ مسلمان قاضی کے فیصلہ پر ہم راضی ہیں معاملہ قاضی کے پاس لے جایا گیا چونکہ زرہ یہودی کے پاس تھی جو اس کی ملکیت کی ظاہری علامت تھی قاضی نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے کرایہ پر ایک گھوڑا لیا اس پر بوجھ لادا گیا تو وہ مر گیا گھوڑے والا حضرت عمرؓ سے الجھ گیا آپؓ نے فرمایا کہ ایک تیسرے شخص کو فیصلہ کے لئے مقرر کرلو اس نے کہا کہ میں شریح عراقی کو ثالث بناتا ہوں معاملہ شریح کے پاس پہنچا اور شریح نے اس شخص کے حق میں فیصلہ کیا اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ نے گھوڑا صحیح و سالم لیا تھا اسی حالت میں واپس کرنا آپ کی ذمہ داری ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کی قیمت ادا فرمائی اور شریح کو منصب قضا پر مامور کر دیا۔

ایک شخص نے مصر سے حضرت عمرؓ کے پاس آکر عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں اس وقت آپ سے مدد کا خواہاں ہوں حضرت عمرؓ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہ کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر میں گھوڑے دوڑائے جب گھوڑے لوگوں کے سامنے سے گزرے تو ان کے صاحبزادے محمد بن عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یہ گھوڑا میرا ہے میں نے رب کعبہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ میرا گھوڑا ہے یہ سن کر وہ اٹھے اور یہ کہہ کر مجھے کوڑے سے مارا کہ یہ لو میں تو شریف زادہ ہوں یہ سنا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ بیٹھو پھر عمرو بن العاصؓ کے نام خط لکھا کہ جب میرا یہ خط تم کو پہنچے تو اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہو جاؤ حضرت عمرو بن العاصؓ جس حال میں تھے ویسے ہی حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت عمرؓ ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ ان کے لڑکے محمد بن عمرو کہاں ہیں؟ پھر دریافت کیا کہ وہ مصری شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ امیر المومنین میں یہاں موجود ہوں آپؓ نے فرمایا کہ لو یہ کوڑا اور شریف زادہ کو مارو اس مصری نے محمد بن عمرو بن العاص کو اتنا مارا کہ محمد بن عمرو بے دم ہو گئے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمرو کی پیشانی پر رسید کرو محمد نے اپنے باپ عمرو بن العاص کی گورنری ہی کے بل بوتے پر تم کو مارا تھا مصری نے عرض کیا کہ امیر المومنین میں نے تو اپنے مارنے والے سے بدلہ لے لیا آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو بھی مارتے تو میں نہیں

روکوں گا' پھر فرمایا کہ اے عمرو! کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنالیا؟ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا' پھر مصری کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ اب اطمینان کے ساتھ واپس جاؤ' پھر تمہیں کوئی شکایت ہو تو مجھے لکھنا۔

عہد فاروقی میں ایک واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس حضرت علیؓ کی شکایت کی' جب حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے یہودی کو اس کا نام لے کر پکارا' لیکن حضرت علیؓ کو ان کی کنیت سے مخاطب کرتے ہوئے ابوالحسن کہا' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو غصہ آ گیا' یہ دیکھ کر عمر فاروقؓ نے فرمایا: کیا آپ کو یہ بات ناگوار گزری کہ ایک یہودی کے ساتھ آپ کھڑے ہوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں' یہ بات نہیں ہے' مجھے تو اس بات پر غصہ آیا کہ آپ نے میرے اور اس یہودی کے درمیان مساوات نہیں فرمائی بلکہ مجھے آپ نے اس یہودی پر فوقیت دی' مجھے تو کنیت سے پکارا اور اس یہودی کا نام لیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک قاضی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا: ''اپنے فیصلوں میں' اپنی مجلس اور اپنے روبرو لوگوں کے درمیان مساوات کا برتاؤ کرو تاکہ کسی شریف کو تم سے ظالمانہ کام کرانے کی امید نہ ہو اور نہ کسی ضعیف کو تمہارے عدل سے مایوسی ہو۔''

فقہائے اسلام نے قیام مساوات کے سلسلہ میں قاضی کے لئے کچھ خاص شرطیں رکھی ہیں:

الف:...... قاضی مدعی کی شکایت سنے اور مدعا علیہ کو اپنی عدالت میں طلب کرے' اس بات میں فقیر و غریب اور قوی و ضعیف کے درمیان کسی قسم کی تفریق روا نہ رکھے۔

ب:...... عدالت کی قانونی کارروائی کو عملی جامہ پہنانے میں فریقین کے ساتھ برابری کا معاملہ کرے۔

ج:...... عدل کے ساتھ فیصلہ کرے' ایک ہی جرم کے مجرمین کو مختلف حالات کے پیش نظر مختلف سزائیں دینا عدل کے منافی نہیں ہے۔

سیاسی حقوق میں مساوات:

سیاسی حقوق سے مراد نظام حکومت سے متعلق وہ امور ہیں جو سب کو یکساں حاصل ہوتے ہیں' مثلاً حق انتخاب' حق رائے دہندگی' ممبر آف پارلیمنٹ یا صدر حکومت کے لئے کھڑے ہونے کا حق اور سرکاری امداد کا حق۔

عام ملازمتوں میں مساوات:

باشندگان وطن میں سے کسی ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر اس بات میں امتیاز حاصل نہیں ہوگا کہ کسی منصب یا نوکری کی تمام شرطیں پائی جانے کے باوجود کسی کو نوکری دی جائے اور کسی کو نہیں۔ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی صلاحیت و استعداد اور ان کے علم کے مطابق نوکریوں کے حصول میں ان کے ساتھ یکساں رویہ رکھا جاتا ہے۔

اسلام نے اس باب میں مسلم و غیر مسلم کے درمیان فرق بھی نہیں رکھا ہے' قریشی نسب کے متعلق جو بعض امتیازات رکھتے ہیں وہ بھی بعض سیاسی و اجتماعی حالات اور ایک خاص مقصد کے پیش نظر ہے' اگر زمانہ کا عرف اور مصلحت متقاضی ہو کہ کسی منصب کے لئے بعض شرائط لگا دی جائیں تو یہ عام مساوات کے اصول کے منافی نہیں کہلائے گا' یہی وجہ ہے کہ بعض مصالح کی بنا پر اسلام نے عورت اور غیر مسلم کو حکومت کا حق نہیں دیا ہے۔

عام سہولتوں سے انتفاع میں مساوات:

حکومت اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں لوگوں میں کوئی فرق نہ کرے گی' خواہ وہ خدمت کے اعتبار سے ہو یا تنخواہ کے اعتبار سے' اسلامی حکومت اپنی پوری رعایا کی ذمہ دار ہوتی ہے' اس کا یہ فریضہ ہے کہ معاشرہ کے افراد خصوصاً یتیموں' فقیروں اور دوسرے ضرورت مندوں کو عطایا تقسیم کرے اور بیت المال میں موجود سامان ان پر خرچ کرکے ان کے معاشی معیار کو بلند کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ناقابل کفالت پسماندگان چھوڑے وہ خدا کے حوالہ ہیں (یعنی حکومت ذمہ دار ہے)۔ اسلامی نظام دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا نظام ہے جس نے ملک کے ہر فرد کا حق پیدائش سے لے کر وفات تک بیت المال میں تسلیم کیا ہے جب کہ دوسرے معاصر نظاموں کا یہ طریقہ ہے کہ حکومت بیت المال سے انہیں لوگوں کو وظیفے دیتی ہے جو حکومت میں کام کرنے والے ہوں' اسی طرح اسلامی نظام نے کام کرنے سے معذور لوگوں کے بھی حقوق بیت المال میں تسلیم کئے ہیں' چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہر اس شخص کا وظیفہ مقرر کیا تھا جو اسلام کے سایہ میں پیدا ہو' خواہ وہ مال دار ہو یا تنگ دست فرماتے ہیں:

''قسم ہے اس ذات کی! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں دوں یا نہ دوں حق تو ہر ایک کا اس مال میں ہے۔''

آپ نے مسلم و غیر مسلم کے درمیان فرق نہیں کیا' اس لئے کہ ایک مسلمان کی طرح غیر مسلم بھی بھوک و پیاس سے دوچار ہوتا ہے' بشری ضروریات اور انسانی حاجات دونوں کو پیش آتے ہیں' لہٰذا اس باب میں مسلمان و غیر مسلم کے درمیان فرق کرنا رحم و کرم کے خلاف ہے۔

ایک بار حضرت عمرؓ ایک یہودی کے پاس سے

گزرے تو اس سے حال دریافت کیا' پھر اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور کچھ دے دلا کر واپس کیا' پھر بیت المال کے سیکریٹری سے فرمایا کہ اس کے نام وظیفہ جاری کردو اور اس کا جزیہ معاف کردو' ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:" یہ اور اس جیسے ضعیفوں کی دیکھ بھال کر' خدا کی قسم! یہ ہرگز انصاف نہیں کہ ہم ان کی جوانی سے تو فائدہ اٹھائیں اور بڑھاپے میں انہیں چھوڑ دیں۔"

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب حیرہ کے باشندوں سے صلح کی تو اس صلح نامہ میں لکھا گیا کہ جو بوڑھے کام کرنے سے معذور ہیں یا کسی مصیبت کے شکار ہیں' ان سے جزیہ نہ لیا جائے' بلکہ ان کے اور ان کے اہل و عیال کے معاش کا انتظام بیت المال کرے گا' جب تک کہ وہ دارالاسلام یا دارالہجرہ میں مقیم رہیں۔

سماجی ذمہ داریوں میں مساوات:

اسلامی مملکت میں آنے والی دولت اور اموال غنیمت چونکہ لوگوں پر برابر تقسیم ہوتی ہیں' اس لئے ان کو جن کاموں کا مکلف بنایا جائے یا جو ذمہ داریاں ان پر ڈالی جائیں' ان میں بھی برابری ہونی چاہئے' اس کی دو شکلیں ہیں:

واجب الادا رقم کی ادائیگی میں مساوات:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر فرد کے ذمہ واجب الادا رقم کی مقدار برابر ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر فرد پر اتنی ہی مقدار لازم کی جائے جو اس کی حیثیت اور حالت کے مطابق ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ایسے لوگوں کو جن پر گھریلو بڑا بوجھ ہو یا جن کی آمدنی بہت کم ہو' انہیں اس کی ادائیگی سے معاف رکھا جائے' بشرطیکہ یہ کسی عام اصول کے مطابق ہو۔

اسلام میں زکوٰۃ' خراج' جزیہ' غنیمت' نے اور عشور ہیں' ہم اس موقع پر زکوٰۃ کے متعلق کچھ لکھتے ہیں:

"زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو ہر ایسے مسلمان پر فرض ہے جو آزاد ہو' عاقل و بالغ ہو' نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو یعنی اموال' جانور' غلوں اور پھلوں میں ایک متعین مقدار' پر ایک متعین حصہ لیا جاتا ہے' اسی طرح جزیہ یکساں اعتبار سے لوگوں پر لازم کیا جاتا ہے۔"

فوجی خدمات میں مساوات:

اس ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ فوجی خدمت سے کسی کو محض اس لئے معاف نہیں رکھا جائے کہ وہ فدیہ دے دیں یا کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی عہدہ پر فائز ہوں بلکہ ایک وقت تک کے لئے ایک متعین عمر تک پہنچنے کے بعد یہ خدمت ایسے تمام لوگوں پر ضروری ہے جن کے حالات یکساں ہوں' اگر ضرورت نہ ہونے کے سبب کچھ لوگوں سے یہ خدمت نہ لی جائے تو یہ مساوات کے منافی نہیں ہے۔

اسلامی جہاد اس وقت فرض کفایہ ہے جب دشمن ملک سے باہر ہوں' لیکن جب وہ ملک میں داخل ہو جائیں تو پھر تمام لوگوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

عام مساوات اور صلاحیتوں کے اعتبار سے مساوات:

مساوات مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ قانون کا نفاذ تمام لوگوں پر اس طرح کیا جائے کہ ان میں باہم پائے جانے والے فرق کی رعایت نہ کی جائے' اسے عمومیت مطلقہ کہتے ہیں' لیکن مساوات کی یہ شکل عملاً محال ہے' لوگ اپنی قدرت و صلاحیت اور استعداد میں باہم متفاوت ہوتے ہیں' اسی طرح کسی قانون کے نفاذ کی مطلوبہ شرائط میں بھی لوگوں کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے' مثلاً قانون وکالت ہے' اس کے لئے یہ شرط ہے کہ شہری بی اے ہو' وہ نہ تجارت کرتا ہو اور نہ ہی حکومت کے کسی عہدہ پر فائز ہو' نیز اس نے کسی وکیل کسی کے پاس رہ کر اس کام کی عملی مشق کی ہو' اس قانون کی پوری شرائط لوگوں میں نہیں پائی جا سکتیں بلکہ کچھ خاص افراد ہی ان شرائط پر پورے اتر سکتے ہیں' ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ جن افراد کے اندر یہ شرطیں پوری پوری پائی جا رہی ہوں' ان کے درمیان باہم مساوات سے کام لیا جائے' اسی آخری صورت کو "مساوات نسبی" کہتے ہیں۔

قانونی مساوات اور مادی مساوات:

قانونی مساوات کا مطلب یہ ہے کہ تمام لوگوں کو یکساں مواقع فراہم کئے جائیں' لیکن صلاحیت' استعداد نیز جسمانی قوت اور عقل و ذہانت لوگوں میں مختلف درجہ کی ہوتی ہے' جس کے نتیجہ میں لوگوں کے معیار زندگی میں بہت فرق ہوتا ہے اور اس طرح قانونی مساوات کے نفاذ کے بعد مادی مساوات وجود میں نہیں آ سکتی' اسی چیز نے اشتراکی نقطۂ نظر رکھنے والوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مادی مساوات کا نعرہ بلند کریں اور قانونی مساوات کے خلاف آواز اٹھائیں' جس میں سرمایہ دارانہ طبقہ تو تخت اقتدار پر بیٹھ کر داد عیش دے رہا ہوتا ہے لیکن محنت کش و مزدور طبقے سخت کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ مادی مساوات عملاً ناممکن ہے' اس لئے کہ نظریہ اور عملی تطبیق میں بہت فرق ہے' کسی قسم کا نظریہ بنانا تو آسان ہے لیکن اسے عملاً تطبیق دینا بہت مشکل ہوتا ہے' خود کمیونسٹ معاشرے میں عملی تطبیق ان کے نظریات سے بالکل مختلف ہے' وہاں مخصوص پارٹی اور

اس کے سربراہوں کو خاص امتیاز حاصل ہوتے ہیں۔

اسلام نے جب لوگوں کے درمیان مساوات کا اعلان کیا تو اولاً اس نے تمام لوگوں کے معاش کی ایک معمولی مقدار کی ضمانت لی' چنانچہ اسلام نے لوگوں کے کھانے پینے اور رہن سہن کے ضروری سامان کی فراہمی کی ذمہ داری لی ہے' اس کے بعد سب ہی کو یکساں موقع دیا کہ جائز حدود کے اندر رہ کر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر سکتے ہیں' پھر اسلام نے لوگوں کے درمیان پائے جانے والے باہمی تفاوت وفرق کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اس کی محنت' قدرت اور حسن کارکردگی کے مطابق بدلہ دیا' یہ ایسی صورت ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے کسی قسم کا نقصان نہیں ہے' کیونکہ اسلام نے ان سب کی ضروریات معاش کی ضمانت تو پہلے ہی لے لی ہے۔

اسلام لوگوں میں فرق مراتب کو تسلیم کرتا ہے:

اسلام جس نے ہر شخص کو یکساں موقع دیا ہے' وہ اس کے ساتھ لوگوں کے درمیان فرق مراتب تسلیم کرتا ہے' کیونکہ مختلف خصوصیات' استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے' اس لئے طبائع کے ان باہمی اختلافات کو نظر انداز کر دینا اسلام کی حکمت سے بعید تھا۔ یہ حسابی اور مادی مساوات جس کی آواز اشتراکی نظریہ رکھنے والے اٹھاتے رہتے ہیں' وہ تو درحقیقت ایسی مساوات ہوگی کہ جن لوگوں کے حق میں یہ مساوات برتی جائے گی وہ خود مساوی اور برابر نہیں ہیں' اگر ایسی مساوات وجود میں آئے گی تو یقیناً وہ ایک اجتماعی ظلم ہوگا' کیونکہ اس نظام میں باصلاحیت افراد کو پورا حق نہیں مل پائے گا اور وہ ترقی نہیں کر سکیں گے جس کے نتیجہ میں پیداوار میں کمی آ جائے گی۔

اسلام لوگوں کے درمیان جس مساوات کو تسلیم کرتا ہے' اس میں محض حسب ونسب اور رنگ ونسل کے اختلاف کی بنیاد پر کسی امتیاز کو روا نہیں رکھا ہے' لیکن انسانی طبائع میں جو فرق وتفاوت ہے' اس کی رعایت کرتا ہے' چنانچہ مفید خصوصیات اور کارآمد امتیازات کے حاملین کو انصاف کے مطابق ان کا پورا حصہ اور حق عطا کرتا ہے۔

فرق مراتب کی وجوہات:

اس امتیاز کا ایک سبب علم وعقل میں تفاوت اور ایمان وعمل میں فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟''

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے' خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔''

''اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔''

''بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔''

''اور کہہ دو کہ ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں' گو ناپاک چیزوں کی کثرت تمہیں خوش ہی لگے۔''

''اور سب لوگوں کے بہ لحاظ اعمال درجات (مقرر) ہیں۔''

ایک سبب یہ ہے کہ فطری استعداد کے فرق کی وجہ سے اسباب رزق ومعیشت میں فرق ہوتا ہے اور خدا نے رزق (دولت) میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے:

''اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے' اس کی ہوس مت کرو' مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے۔''

تفاوت کا ایک سبب جہاد ہے' ارشاد ہے:

''جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے ہیں اور لڑنے سے جی چراتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے اور وہ جو خدا کی راہ میں اپنے مال وجان سے لڑتے ہیں' وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے' خدا نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت بخشی ہے۔''

ایک سبب امور خانہ داری کے سلسلہ میں عورت ومرد کا فطری اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

یہ فرق صرف عام لوگوں ہی میں نہیں ہے' بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی دعوت دین پیش کرنے' اس راہ کے مصائب برداشت کرنے اور اپنی اپنی قوموں کی جانب سے سرد وگرم کا مقابلہ کرنے میں تفاوت اور فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے' بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دیگر امور میں) مرتبے بلند کئے۔''

☆......☆☆......☆

عریانیت اس دور کا بڑا فتنہ

ناظمہ عزیز مومناتی

عریانیت اس دور کا ایک عظیم فتنہ ہے' جس نے جذبات کی دنیا میں آگ لگادی اور انسان کو شہوت اور ہوس کا دیوانہ بنادیا ہے' صنف مخالف ویسے بھی اپنے اندر جاذبیت رکھتی ہے' عریانیت اس جاذبیت کو اس قدر سریع الاثر بنا کردیتی ہے کہ آدمی کا معصیت سے دور رہنا ناممکن ہوجاتا ہے' موجودہ زمانے کا ایک مفصل جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خواتین وطالبات نت نئے فیشن اور بے پردگی کی دلدل میں پھنسنے کے ساتھ ساتھ نفسانی خواہشات کے تابع اپنی زندگی گزار رہی ہیں۔ عورتیں جب خرید وفروخت کے لئے بازار جاتی ہیں تو بجائے اپنے شوہر کے ساتھ جانے کے اپنی سہیلیوں کے ساتھ جاتی ہیں اور پردہ کا کوئی خیال نہیں کرتیں' شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ عورت کو اصل میں گھر کے اندر رہ کر اپنی زندگی گزارنا ہے اور باہر کہیں چلی بھی جائے تو پردہ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

عصر حاضر میں بعض خواتین اور لڑکیاں برقعہ بھی زیب تن کرتی ہیں' لیکن ایسا برقعہ جس کو دیکھ کر یہ تصور کرنا ممکن ہی نہیں ہے کہ یہ پردہ کی غرض سے کیا گیا بلکہ یہ ایک فیشن ہے جو کپڑوں اور چوڑیوں کی طرح بدلا جارہا ہے' جب کہ فقہ کی مشہور ومعروف کتاب فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے کہ بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں' جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان یا پیٹ اور پیٹھ نظر آتی ہے اور بدن کا رنگ جھلکتا ہے' ایسے موقع پر کہ اجنبی مردوں کی نظر ان پر پڑے' اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ پردہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اپنی نظریں نیچی رکھیں کہ مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علیحدہ رہے اور مرد اور عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

عاشقانہ افسانے اور ڈرامے' بے حیائی کے مناظر دکھانے والے تھیٹر اور سینما' خیالات اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی تصویریں وغیرہ سب اس کے تحت میں آجاتی ہیں۔ عورتیں اپنا سنگھار خواہ جسم کا ہو یا متعلقات جسم کا کسی اجنبی پر ظاہر نہ ہونے دیں' اس کے تحت ہر وہ چیز آجاتی ہے جو غیروں کے لئے شوق ورغبت کا باعث ہو' مثلاً حسن صورت' خوش کلامی' لباس اور خوشبو وغیرہ' اس سے میلان طبع پیدا ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں کالجز واسکولوں میں مخلوط تعلیم کا نظم ہے' اس سے لڑکیاں تباہ ہورہی ہیں۔ تعلیم وتربیت ہو یا ثقافت وتہذیب یا دفاع و سیاست' ہر میدان میں دونوں صنفوں کا عدم اختلاط ناگزیر ہے' اسلام میں نہ تو کسی مشترک کلچر پروگرام کی گنجائش ہے نہ مخلوط تعلیم کی۔ ایک مسلمان خاتون اجنبی مردوں کے ساتھ نہ تو فوجی تربیت اور ملی جلی مشقوں میں شریک ہوسکتی ہے اور نہ کھیل کود اور سیر وتفریح میں' بازار اور منڈی سے لے کر ایوان واسمبلی وپارلیمنٹ تک کسی بھی مقام پر دونوں کی آمیزش اور باہمی اتصال قطعاً ناروا اور عظیم جرم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں میں عورتوں شریک ہوتی تھیں لیکن کبھی وہ مردوں کے پہلو بہ پہلو نہیں بیٹھتی تھیں' بلکہ ہمیشہ ان کی نشست گاہ مردوں سے بالکل الگ ہوتی تھی۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھی' پھر خطبہ دیا' اس کے بعد آپ ؐ نے محسوس کیا کہ آپ ؐ اپنی بات عورتوں کو نہیں سنا سکے ہیں' چنانچہ آپ ؐ ان کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ خواتین مردوں سے اس قدر دور تھیں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو شبہ ہونے لگا کہ آپ ؐ کی آواز ان تک پہنچ بھی رہی

ہے یا نہیں؟

تعلیم ہی نہیں زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت مرد وزن کے اختلاط کو روکنا چاہتی ہے' بہرحال والدین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنی لڑکیوں کو مخلوط کالج و اسکول میں ہرگز نہ جانے دیں' بلکہ لڑکیوں کے علیحدہ اسکولز و کالجز میں انہیں تعلیم دلوائیں تاکہ صالح معاشرے کی تشکیل ہو جائے۔ عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں' بالخصوص دعوتوں میں شریک ہوں تو غیر مرد حضرات کے سامنے نہ نکلیں۔ دعوت' شادی اور ولیمہ میں شریک کرنا سنت ضرور ہے لیکن اس میں غیر مردوں کے سامنے نکلنا اور بغیر برقعہ کے شادی ہالوں میں جانا اور ویڈیو اور تصویر کشی میں شریک ہونا ناجائز اور عظیم گناہ ہے۔

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت! عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے' جب وہ باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے' یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔ بہرحال عورت نصف انسانیت ہے اور مرد انسانیت کے ایک حصہ کی ترجمانی کرتا ہے۔ دوسرے حصہ کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنی زندگیوں کو اسلام اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے تابع گزاریں تاکہ معاشرے میں سدھار کا بہترین ذریعہ ہو۔ عورتوں کو چاہئے کہ تحفظ عصمت کی راہ اختیار کریں اور زندگی میں سدھار اور گناہوں سے اجتناب کے لئے عورتیں پردہ کا خیال کریں۔

☆☆..................☆☆

اقوالِ زریں

☆......تین چیزوں سے نفرت کرو: ظلم' غرور' لالچ۔

☆......تین چیزوں کے لئے لڑو: دین' ملت' ملک۔

☆......تین چیزوں کو قابو رکھو: غصہ' غرض' زبان۔

☆......تین چیزیں پسند کرو: شفقت' خلوص' محبت۔

☆......تین چیزیں سب کو ملتی ہیں: خوشی' غم' موت۔

☆......تین چیزوں سب کو نہیں ملتی ہیں: دولت' شہرت' عزت۔

☆......تین چیزیں کسی کا انتظار نہیں کرتیں: موت' وقت' گاہک۔

☆......تین چیزیں سوچ سمجھ کر اٹھاؤ: قدم' قسم' قلم۔

☆......تین چیزیں نکل کر واپس نہیں آتی: تیر کمان سے' بات زبان سے اور روح جسم سے۔

حافظ محمد طارق نعمان گوجر' مانسہرہ

HB ®
TRUSTABLE MARK

Hameed ® BROS JEWELLERS

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

مرزا قادیانی کے چند جھوٹ

مولانا عبدالحکیم نعمانی

جھوٹ کو کسی بھی مذہب و ملت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور جھوٹا آدمی بارگاہ ایزدی میں اور عوام الناس کی نگاہوں میں حقیر سمجھا جاتا ہے۔ عقلمند آدمی اس کی کسی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

قارئین محترم! اسلام قرآن نے اسے تو منافق ایمان قرار دیا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور ویل لکذب یہلک وعیدیں اور ہلاکت خیز جملوں سے ان کے اس کرتوت کی وجہ سے ان کے مقام کی خوب نشاندہی کی گئی۔

خود ہمارے مخاطب جناب مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس پر مذمتی ریمارکس دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ا:...... "وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں (واہ! خوب! کیا زبان ہے...... مولف) وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔ (بحوالہ شحنہ حق ص ۶۰)

۲:...... "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(اربعین ص ۲۳ و تحفہ گولڑویہ ص ۳۱)

۳:...... "جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶ ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۰۵)

ناظرین مرزا کی اس بات کو بھی ذہن نشین کرلیں۔

۴:...... "جھوٹ ام الخبائث ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۲۸)

۵:...... "خدا کی لعنت ان لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں جب انسان حیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۳)

۶:...... "میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۹)

قارئین! ان تمام باتوں کے بعد مرزا قادیانی نے ایک ضابطہ اور فیصلہ کن بات لکھی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے: "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (بحوالہ چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

اس اصول کی روشنی میں گزارش کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریروں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

مرزا قادیانی سمیت پوری دنیا کے قادیانی مرزا قادیانی کے درج ذیل جھوٹ کو سچا ثابت کردے تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا لیکن:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین! اب ہم ذیل میں مرزا قادیانی کے جھوٹ درج کرتے ہیں اور قادیانیوں کو دعوت غور و فکر دیتے ہوئے ان سے اپنے عقائد پر نظر ثانی کی بھی درخواست کرتے ہیں۔

ا:...... جھوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پہ آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ (بحوالہ ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۷ شہادۃ القرآن ص ۵)

کسی حدیث میں یہ الفاظ اور مفہوم نہیں ملتا ہے اگر کسی قادیانی کو کوئی حدیث ملے تو وہ ہمارے پاس بھیج کر منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

۲:...... جھوٹ: چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر قرآن و حدیث سے اولیاء کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے محتاج بیان نہیں۔

(شہادۃ القرآن ص ۵۶)

۳:...... جھوٹ: احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵)

تبصرہ: مذکورہ سب باتیں سو فیصد جھوٹ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم ہیں۔ آپ نے کسی جگہ بھی چودھویں صدی کا لفظ زبان مبارک سے ادا نہیں فرمایا۔ ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی قادیانی خیالات صرف ایک حدیث (صحیح یا ضعیف) سے چودھویں صدی کا لفظ دکھادے تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

۴:...... جھوٹ: کتب سابقہ سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے بلکہ نام لے کر بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج سے یورپ کی عیسائی قومیں مراد ہیں۔ (چشمہ معرفت ص ۷۵)

کسی بھی سابقہ صحیفے اور کتاب میں یہ بات موجود نہیں۔

۵:...... جھوٹ: قرآن شریف بلکہ توریت کے

بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔(کشتی نوح ص۵ و نزول مسیح ص۴۲)

یہ بات بھی قرآن اور تورات پر بہتان ہے۔

۶:.....جھوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اللہ نے صاف فرمادیا کہ عیسیٰ فوت ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ میں اس کو مردہ روحوں میں دیکھ آیا ہوں' صحابہ کرامؓ نے اجماع کرلیا کہ سب نبی فوت ہوگئے اور ابن عباسؓ نے بخاری میں توفی کے معنی موت کردیئے۔(نزول المسیح)

یہ سب امور جھوٹ ہیں' اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ صیغہ ماضی کے ساتھ مات نہیں فرمایا' اگر کوئی مرزائی دکھادے تو دس ہزار پونڈ اسے انعام دیا جائے گا۔

۷:.....جھوٹ: کتب سابقہ اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عورتوں کو بھی الہام ہوگا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔(بحوالہ ضرورۃ الامام ص۵)

یہ محض قادیانی چنڈو خانے کی گپ ہے' یہ قادیانیوں کے ذمہ ہے کہ وہ الہام والی عورتیں اور صاحب نبوت بچوں کے نام پیش کریں۔

۸:.....جھوٹ: ''لیکھرام کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔''(سراج منیر ص۶۷)

قرآن سے نکال کر دکھانے والے قادیانی کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

۹:.....جھوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مالدار آدمی تھے' کم از کم ہزار روپیہ ان کے پاس رہتا تھا' جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تھا۔(ایام الصلح:۱۶۰)

یہ حضرت عیسیٰ کی توہین ہے' کوئی قادیانی قیامت تک اسے ثابت نہیں کرسکتا۔قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی عاقبت کی خیر منائیں۔

۱۰:.....جھوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث میں وہ پیشگوئیاں پوری ہوں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے' اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے' اس کی سخت توہین کی جائے گی۔(اربعین نمبر۳ ص۷' تحفہ گولڑویہ ص۱۱)

یہ بھی مرزا نے بے بنیاد الزام لگایا ہے اور یہ اس کے چنڈو خانے کی نرالی گپ ہے۔مذکورہ باتیں نہ قرآن میں ملتی ہیں اور نہ احادیث میں کہیں موجود ہیں۔

۱۱:.....جھوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ نے توجہ دلائی کہ کم از کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بعثت کے بعد آخر عمر تک نکلا ہے اور ہر جگہ اس کا معنی قبض روح اور موت ہی ہے۔(ازالہ اوہام:۸۸۸)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ سے اس کا ثبوت نہیں دکھا سکتے۔

۱۲:.....جھوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ امام بخاری نے اپنا مذہب یہی ظاہر کیا ہے(یعنی وفات مسیح) کیونکہ اس کی تائید کے لئے ایک اور حدیث لائے۔(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۲۵۶)

یہ محض دجل و فریب ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے نزول مسیح پر مستقل باب باندھ کر اور نیچے احادیث درج کرکے حیات عیسیٰ اور نزول مسیح کے متعلق اپنے عقیدے کا اظہار کیا ہے۔ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ امام بخاری وفات مسیح کے کیسے قائل ہوسکتے ہیں؟

۱۳:.....جھوٹ: مرزا قادیانی رقم طراز ہیں کہ یہود خود یقیناً یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے۔(براہین احمدیہ جلد پنجم ص۲۰۶)

قادیانیو! بتاؤ اس سے بڑا کوئی جھوٹ ہوسکتا ہے؟ قرآن نے یہودیوں کے نظریہ قتل کی صراحت فرمائی ہے:''وقولھم انا قتلنا المسیح'' (ہم نے یقیناً مسیح کو قتل کردیا)۔

۱۴:.....جھوٹ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔(حقیقۃ الوحی ص۱۰۱)

۱۵:.....جھوٹ: چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اسی امت میں سے ایک نبی آئے گا' بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اسے کافر قرار دیں گے اور قتل کے درپے ہوں گے اور اس کی سخت توہین وتحقیر کریں گے۔(نزول المسیح صفحہ۴۱)

یہ محض افتراء علی اللہ ہے۔اللہ رب العالمین نے ایسی باتیں ارشاد نہیں فرمائیں۔

قارئین کرام! جھوٹ کے متعلق ابتداء میں مرزا قادیانی کے جو نظریات نقل کئے گئے' اب ان تمام جھوٹوں کو نقل کرنے کے بعد خود ہی اس پر چسپاں کرلیں۔

محترم قارئین! یہ مرزا قادیانی کے صرف پندرہ جھوٹ نقل کئے گئے ہیں۔ورنہ تو مرزا کی ہر ایک کتاب میں سے متعدد جھوٹ نکالے جاسکتے ہیں۔

ان تمام جھوٹوں کو نقل کرنے کے بعد آپ پر قادیانیت کی حقیقت آشکارا ہوچکی ہے کہ اس کا خمیر ہی دجل وفریب' کذب وافتراء اور جہالت وحماقت سے بنا ہے۔اس کا دین اسلام سے رتی بھر کا واسطہ نہیں۔مرزائی حلقوں میں قرآن وحدیث کا نام محض آڑ بنا کرلیا جاتا ہے' تاکہ عوام کا اسے مذہبی گروہ خیال کریں' حالانکہ امت کی سوسالہ طویل جدوجہد سے واضح ہوگیا ہے کہ قادیانیت عالمی صیہونیت کا ناؤٹ گروہ ہے' جسے مذہب وملت کے ساتھ ہرگز کوئی ہمدردی نہیں۔لہٰذا اس فتنے سے خود بھی بچیں اور پوری امت کو بھی بچائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشیں۔آمین۔

☆☆.........☆☆

خاتم الانبیاءؐ کے بعد اور نبی کوئی نہیں

حضرت شوقیؔ

سر میں خیال مصطفیٰؐ دل میں غم نبی نہیں
حق کی قسم یہ زندگی موت ہے' زندگی نہیں

ہے یہ حقیقت عیاں ہزل نہیں ہنسی نہیں
خاتم الانبیاءؐ کے بعد اور نبی؟ کبھی نہیں

طبع اسیر مصطفیٰؐ تشنہ بے خودی نہیں
واقف حالِ ماسوا اب مری آگہی نہیں!

پھر ضرب خلیلؑ سے توڑ بتانِ آذری
عشق ہے آج حکمراں عقل کی دل لگی نہیں

آتش عشق کے شرر' خاک حرم میں جا کے ڈھونڈھ
ارض عجم میں شور ہے شورش بوذریؓ نہیں

منکر خاتم رسلؐ بعثت نو کا مدعی!
ہے ازلی عدو مرا' ایسوں سے دوستی نہیں

عرش عظیم مدح گو' فرشِ زمیں درود خواں
ذکر رسول سے تہی' کوئی مقام بھی نہیں

شاہِ عربؐ کی اک مثال چشم فلک نہ پاسکی
کون و مکان میں آپؐ کی کوئی نظیر ہی نہیں

ختم حضورؐ پاک پر سلسلۂ رسل ہوا
قابل التفات ہی اب کوئی مفتری نہیں

مجھ کو بھی اے کریم ہو طیبہ کی حاضری نصیب
سچ ہے تری جناب میں [illegible] کچھ کمی نہیں

آہن بخت تیرہ کو شوقیؔ دل فگار تو
عشق نبی سے زر بنا' عشق سی شے کوئی نہیں

REGD. NO. SS-160

24 ویں

سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

29، 30 / ستمبر 2005ء بمطابق ۲۴، ۲۵ / شعبان ۱۴۲۶ھ

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام: مُسلم کالونی چناب نگر

زیرِ صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماء، مشائخ، سیاسی قائدین، دانشور اور وکلاء خطاب فرمائیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبر	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613